عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | ۲۸/رجب تا ۵ شعبان ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۶ ستمبر تا ۲/اکتوبر ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۱۸

ارشاداتِ طیبہ

ملت کا مرض

حکمت و معرفت کی نورانی کہکشاں

علمائے دیوبند اور تردیدِ قادیانیت

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

Email: editorkn@yahoo.com

ایک حدیث کا صحیح مفہوم:

س:......ایک سوال کی دوبارہ وضاحت چاہتا ہوں کہ حدیث میں ہے کہ ایک وفد کے افراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' ان کے اوصاف سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''عجب نہیں کہ انبیاء ہو جائیں۔'' اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کے بارے میں بھی غالباً ایسا ہی فرمایا تھا کہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے' سوال یہ ہے کہ جب آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں تو ''انبیاء ہو جائیں'' یا ''نبی ہو جاتے'' سے کیا مراد ہے؟

ج:......''عجب نہیں کہ انبیاء ہو جائیں'' یہ ترجمہ غلط ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں: ''حکماء علماء کادوا من فقھھم ان یکونوا انبیا'' (صاحب علم' صاحب حکمت لوگ ہیں' قریب تھا کہ اپنے فقہ کی وجہ سے انبیاء ہو جاتے)۔ عربی لغت میں یہ الفاظ کسی کی مدح میں انتہائی مبالغے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ حقیقت کے خلاف استدلال کرنا صحیح نہیں' کیونکہ ان کو بھی زندہ رکھا جاتا' مگر چونکہ ان کی نبوت ناممکن تھی' اس لئے ان کی زندگی میں مقدر نہ ہوا۔ صاحبزادہ گرامی کے بارے میں فرمایا تھا: ''اگر ابراہیمؓ زندہ ہوتے تو صدیق نبی ہوتے۔'' یہ روایت بھی بہت کمزور ہے' پھر یہاں تعلیق بالمحال ہے۔

یہ بحث میرے رسالے ''ترجمہ خاتم النبیین'' میں صفحہ:۲۷۷'۲۷۸ پر آئی ہے' اس کو یہاں نقل کرتا ہوں:

''اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادۂ گرامی حضرت ابراہیمؓ کی زیارت کی ہے؟ فرمایا: ''مات صغیراً' ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی عاش ابنہ' ولکن لا نبی بعدہ۔'' یعنی وہ صغر سنی ہی میں خدا کو پیارے ہو گئے تھے' اور اگر تقدیر خداوندی کا فیصلہ یہ ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو آپؐ کے صاحبزادۂ گرامی حیات رہتے' مگر آپؐ کے بعد نبی ہی نہیں (اس لئے صاحبزادے بھی زندہ نہ رہے)۔ (صحیح بخاری باب من سمی باسماء الانبیاء ج:۲ ص:۹۱۴)

اور یہی حضرت ملا علی قاریؒ نے سمجھا ہے چنانچہ موضوعات کبیر میں ابن ماجہ کی حدیث: ''لو عاش ابراھیم...... الخ'' کے ذیل میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: ''اس حدیث کی سند کا ایک راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی ضعیف ہے' تاہم اس کے تین طرق ہیں' جو ایک دوسرے کے مؤید ہیں' اور ارشاد خداوندی: ''...... وخاتم النبیین الخ'' بھی اسی جانب مشیر ہے' چنانچہ یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آپؐ کا کوئی صاحبزادہ زندہ نہیں رہا' جو بالغ مردوں کی عمر کو پہنچتا' کیونکہ آپ کا بیٹا' آپ کی صلب مبارک سے تھا' اور یہ امر اس کو مقتضی تھا کہ وہ آپ کا ثمرۂ اول (یعنی آپؐ کے محاسن و کمالات کا جامع) ہوتا' جیسا کہ مثل مشہور ہے: ''بیٹا باپ پر ہوتا ہے'' اب اگر وہ زندہ رہتا اور چالیس کے سن کو پہنچ کر نبی بن جاتا تو اس سے لازم آتا ہے کہ آپؐ خاتم النبیین نہ ہوں۔'' (موضوعات کبیر حرف ''لو'' ص:۶۹ مطبوعہ مجتبائی قدیم)

ملا علی قاریؒ کی تصریح بالا سے واضح ہو جاتا ہے کہ:

الف:......''آیت خاتم النبیین میں ختم نبوت کے اعلان کی بنیاد نفی ''ابوت'' پر رکھ کر اشارہ اس طرف کیا گیا ہے کہ آپؐ کے بعد ہمیں کسی کو نبوت عطا کرنا ہوتی تو ہم آپؐ کے فرزندانِ گرامی کو زندہ رکھتے' اور انہیں یہ منصب عالی عطا فرماتے' مگر چونکہ آپؐ پر سلسلۂ نبوت ختم تھا' اس لئے نہ آپؐ کی اولاد ذرینہ زندہ رہی' نہ آپؐ کسی بالغ مرد کے باپ کہلائے۔

ب:......ٹھیک یہی مضمون حدیث ''لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا'' کا ہے' یعنی آپؐ کے بعد اگر کسی قسم کی نبوت کی گنجائش ہوتی تو اس کے لئے صاحبزادۂ گرامی کو زندہ رکھا جاتا' اور وہ نبی ہوتے' گویا حدیث نے بتایا کہ ابراہیمؓ اس لئے نبی نہ ہوئے کہ آپؐ کے بعد نبوت کا دروازہ ہی بند تھا' یہ نہ ہوتا تو وہ زندہ بھی رہتے اور ''صدیق نبی'' بھی بنتے۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

جلد ۲۲ شمارہ ۱۸ / ۲۸ رجب تا ۵ شعبان ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۶ ستمبر تا ۲ اکتوبر ۲۰۰۳ء

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
لسان سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا اللہ وسایا

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید انظر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
کمپوزنگ و ترئین: محمد ارشد مرحوم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
حکمت و معرفت کی نورانی کہکشاں (حافظ افروغ حسن)	6
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سیرت کے آئینہ میں (حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ)	12
علمائے دیوبند اور تردید قادیانیت (مولانا مرغوب الرحمٰن)	16
ملت کا اصل مرض (مولانا بلال عبدالحی حسنی)	21
ارشادات طیبہ (امت اللہ تسنیم)	24

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۔۔۔ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۔۔۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۔۔۔ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۔۔۔ روپے، ششماہی ۔۔۔ روپے، سالانہ ۔۔۔ روپے
چیک ۔۔۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 ۔۔۔ 2-921 ۔۔۔

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت، ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲،۳/اکتوبر ۲۰۰۳ء

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا انعقاد

۲،۳/اکتوبر بروز جمعرات وجمعہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بائیسویں سالانہ دو روزہ ختم نبوت کانفرنس تاریخی شہر چناب نگر کی مسلم کالونی میں واقع عظیم الشان وسیع وعریض مسجد ابوبکر صدیق میں منعقد ہورہی ہے۔ اس کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ فرمائیں گے۔ اس کانفرنس کی مختلف نشستوں سے مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین قائد جمعیت علماء اسلام مولانا فضل الرحمن جماعت اسلامی کے سربراہ قاضی حسین احمد، متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور جمعیت علماء پاکستان کے صدر علامہ شاہ احمد نورانی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، فاتح ربوہ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مرکزی ناظم نشریات مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا اسماعیل شجاع آبادی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا بشیر احمد، مولانا احمد میاں حمادی، مولانا حفیظ الرحمن، مولانا نور الحق نور، صاحبزادہ عزیز احمد، صاحبزادہ خلیل احمد، صاحبزادہ سعید احمد، حافظ محمد یوسف عثمانی، مولانا عبدالغفور حقانی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا ابوطلحہ راشد مدنی، مولانا عبداللہ بھکر اور دیگر علماء کرام کے خطاب متوقع ہیں۔ کانفرنس کے اہم موضوعات میں عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ، قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اور اس سے بچنے کی تلقین کرنا، قادیانی جماعت کی جانب سے اسلام، مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف مذموم پروپیگنڈا کے سدباب کے لئے تجاویز، قادیانیوں کی جانب سے ”خاتم النبیین“ کی غلط تشریح کا جواب، عقیدۂ حیات ونزول مسیح علیہ السلام، حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری، جھوٹے مدعیان مہدویت کے بارے میں امت مسلمہ کو حقائق سے آگاہ کرنا، مسلمانوں کو سیرت طیبہ پر عمل کرنے کی تلقین کرنا شامل ہیں۔

آیئے ذرا اس کانفرنس کی تاریخی اہمیت کا جائزہ لیتے ہیں۔ عام طور پر ہم جب جھوٹے مدعیان نبوت کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ یہ ایسے وقت میں سر اٹھاتے ہیں جب مسلمانوں میں اضطراب ہو اور وہ مصیبت میں مبتلا ہوں۔ اس اضطراب کو انتشار میں بدل کر یہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کے لئے ساتھ ساتھ سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تناظر میں جب ہم گزشتہ صدی کے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی سرگرمیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں بھی یہی صورت نظر آتی ہے کہ مسلمان برصغیر میں اپنی طویل غلامی کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہیں، ہزاروں علماء کرام تختۂ دار پر اس طرح لٹکائے گئے کہ خود برطانوی سامراج کے باضمیر دانشور اس ظلم پر چلا اٹھے مگر ان مظالم میں کمی نہ آئی۔ ایسے وقت میں علمائے کرام اور اکابر امت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت حافظ ضامن شہیدؒ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا اعلان کرکے شاملی کے میدان میں مجاہدین کو اتارا جس میں ابتدائی طور پر ظاہری شکست ہوئی مگر تحریک آزادی کی روح مسلمانوں کے دلوں میں پھوٹ اٹھی۔ اس تحریک کو کچلنے کے لئے عسکری قوت کے ساتھ انگریزی حکومت نے پادریوں کے غول کے غول برصغیر پر بھیج دیئے، جس کو علماء حق نے ناکام بنا دیا۔ اس راستہ سے مایوس ہو کر انگریز مفکروں نے جھوٹے مدعی نبوت کا شوشہ چھوڑ کر مسلمانوں میں اندرونی انتشار کو ہوا دینے اور ایک دوسرے سے لڑانے کی کوشش کی اور مرزا غلام احمد قادیانی کو پہلے مناظر اسلام کے طور پر مشہور کرکے مسلمانوں کے ایک حلقے کی ہمدردی اور عقیدت کا محور بنایا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے ملہم من اللہ، مجدد اور پھر مسیح موعود اور آخر کار جھوٹے مدعی نبوت کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ علماء لدھیانہ نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا فتویٰ دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۹۰۸ء میں دنیا سے جہنم میں رخصت ہوا تو اپنے

پیچھے پیروکاروں کی ایک جماعت کو چھوڑ گیا جس کو پہلے حکیم نورالدین نے چلایا اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیرالدین محمود نے انہیں چلایا اور جھوٹ کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی مہم بہت تیزی کے ساتھ شروع کی۔ انگریز حکومت کی سرپرستی نے ان کو بہت زیادہ جری بنا دیا اور وہ قادیان کے علاوہ کشمیر اور دیگر مقامات پر بھی مسلمانوں کے پیچھے پڑ گئے ایسی صورت میں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو بہت زیادہ تشویش ہوئی اور انہوں نے لاہور میں پانچ سو علماءِ کرام کو جمع کر کے قادیانیوں کی سرگرمیوں کو روکنے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو ''امیر شریعت'' کا خطاب دے کر خود بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور علماء سے بھی بیعت کرائی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فوری طور پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کا تعاقب شروع کر دیا۔ قادیانیوں نے انگریز حکومت کے ذریعہ ان علماءِ کرام پر جیلوں کے دروازے کھول دیئے مقدمات کی بھر مار ہو گئی لیکن علماءِ کرام قربانیوں کے سلسلے کو دراز کرتے ہوئے اپنے مشن میں مصروف رہے اور ۱۹۳۱ء میں قادیان میں باقاعدہ کانفرنس کی اجازت نہ ملنے کے بعد قادیان سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی ۱۹۳۲ء میں دوبارہ اسی جگہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ سلسلہ قیام پاکستان تک اسی طرح جاری رہا۔ قیام پاکستان کے بعد سر ظفر اللہ کی کوششوں سے قادیانیوں نے چنیوٹ سے متصل دریا کے پار ایک بہت بڑا قطعہ اراضی خرید کر اسے ربوہ کا نام دیا اور قادیانیوں کو وہاں بسانا شروع کر دیا۔ یہاں پر انہوں نے سالانہ جلسہ شروع کر کے اس جلسے کو حج کا نام دیا جس میں ہر جگہ سے قادیانی جمع ہوتے تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام ۱۹۴۹ء میں عمل لایا گیا اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے بھی قادیانیوں کے سالانہ جلسے کے ایام میں چنیوٹ میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد شروع کر دیا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، سر ظفر اللہ قادیانی کو برطرف کرنے اور ربوہ کو کھلا شہر دینے کے مطالبے کے ساتھ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا۔ دس ہزار نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا ایک لاکھ سے علماءِ کرام اور جاں نثاران ختم نبوت جیلوں میں ٹھونسے گئے، حکومت نے لاہور میں مارشل لاء لگایا اور تحریک کو دبانے کی بھرپور کوشش کی بالآخر ظفر اللہ برطرف ہوا۔ دیگر مطالبات التواء میں ڈال دیئے گئے۔ ۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کے ساتھ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر وہ اندوہناک سانحہ پیش آیا جو بالآخر قومی اسمبلی کی جانب سے ۷/ستمبر کو قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے فیصلے پر منتج ہوا۔ ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کے حوالے سے شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی قیادت میں پھر تحریک چلی جس کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا اور قادیانیوں کی سالانہ کانفرنس پر پابندی عائد ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کی اجازت مل چکی تھی اس لئے ختم نبوت کانفرنس باقاعدگی کے ساتھ قادیانیوں کے مرکز چناب نگر میں منعقد ہونے لگی۔ اس طرح یہ کانفرنس ۱۹۳۱ء میں قادیان کے مضافات میں منعقد ہونے والی کانفرنس کا تسلسل ہے۔ اس کانفرنس میں اس سال بھی پاکستان بھر کے مختلف شہروں سے ہزاروں کی تعداد میں عاشقان رسولؐ اور عقیدۂ ختم نبوت کے محافظین اور ناموس رسالتؐ کے پاسبان شریک ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی لازوال محبت اور دلی وابستگی کا ثبوت دیں گے۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کرام کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی منی آرڈر چیک یا ڈرافٹ کی شکل میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

یاد رہے کہ جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۹ سے بوجہ ہوشربا گرانی' کاغذ و ڈاک خرچ رسالہ کی قیمت میں اضافہ کیا جا چکا ہے۔

نیا سالانہ زرتعاون : ۳۵۰ روپے ہے' آئندہ اس حساب سے رقم ارسال فرمائیں۔

نوٹ : اپنے خریداری نمبر کی وضاحت بھی ضرور فرمائیں۔ شکریہ (ادارہ)

حکمت و معرفت کی نورانی کہکشاں

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تمام بنی نوع انسان کی طرف خدا کا پیغام ہدایت پہنچانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ یہ فریضہ وہی رسول اور وہی داعی بخوبی انجام دے سکتا ہے' جو اپنی بات اپنے مخاطبین تک اس انداز میں پہنچا سکے کہ وہ ان کے دل کی گہرائیوں میں اتر جائے' ان کے ذہن اس پر غور کرنے پر مجبور ہو جائیں اور ان کے قوائے عمل متحرک ہو کر سعی اور جہد کی راہ پر گامزن ہو جائیں' اسی کا نام خطابت ہے اور اسی کو زور بیان کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔

عربوں کو اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز تھا' وہ اپنے مقابلے میں دوسری قوموں کو عجمی (گونگے) کہہ کر پکارتے تھے' لیکن عرب کے تمام قبائل زبان کی لطافت و سلاست میں قریش کو اپنا مقتدا اور امام تسلیم کرتے تھے' یہی وجہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کی کہ آپ سے بہتر میں نے کسی کو فصیح و بلیغ نہیں پایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میری فصاحت و بلاغت میں کون سی چیز مانع ہو سکتی ہے؟ اولاً میں قریش میں پیدا ہوا ہوں' دوسرے میرا بچپن بنی سعد کی فصیح و لطیف زبان کی آغوش میں گزرا ہے۔"

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت شخصیت مختلف حیثیتوں کی حامل تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبلغ بھی تھے' داعی بھی' نذیر بھی تھے بشیر بھی' سپہ سالار بھی تھے فاتح بھی' دنیا کے سنوارنے والے بھی تھے اور آخرت کو بنانے والے بھی' قانون وضع کرنے والے بھی تھے اور دلوں کے امام بھی' پیغمبر بھی تھے اور میدان رزم و جہاد کے خطیب بھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات کے مضامین بھی متنوع ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر اور ابدی نبوت پر ایک ایسی بین دلیل ہیں' جس کی تردید کی جرأت اس روئے زمین

حافظ افروغ احسن

پر آج تک کوئی نہیں کر سکا۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ مختلف قوموں میں بلاشبہ ایسے جادواں اور شعلہ نواں خطیب گزرے ہیں جنہوں نے سوئے ہوؤں کو جگا دیا اور پھر جگا کر ان سے ایسے کارہائے نمایاں انجام دلوائے جن سے ان کی قومی زندگی میں انقلاب آ گیا' ان کی بے بسی و بے چارگی نے قوت و سطوت کی جگہ لے لی' ان کے ادبار و نکبت کے دن فارغ البالی اور خوشحالی کے دور میں تبدیل ہو گئے لیکن ان پُر اثر تقریروں اور خطبوں میں اثر آفرینی کچھ وقت کے بعد بے اثر اور بے وقعت ہو کر رہ گئی۔

لیکن قربان جائیے اس سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت کے! کہ ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے جملوں' فقروں اور تقریروں میں آج بھی وہی شدت تاثیر ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے تھی اور آئندہ قیامت تک اسی طرح قائم رہے گی۔

ان خطبات میں دلوں کو سوز و گداز' ذہنوں کو ارجمندی و ہوشمندی اور جسموں کو ولولہ عمل اور جوش جہاد کی نعمتوں سے بہرہ ور کرنے کا لازوال سامان موجود ہے اور ہو بھی کیوں نہ؟ یہ معرفت و حکمت کے خزینے اور عقل و دانش کے سرچشمے ہیں۔

ہم ذیل میں ان خطبات سے مختلف عنوانات کے تحت اقتباسات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

حکمت و معرفت کی نورانی کہکشاں:

اما بعد!

خدا کے کلام سے سچا کوئی کلام نہیں۔

تقویٰ کے کلمہ سے بہتر کوئی مضبوط رشتہ نہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کی ملت سے بہتر کوئی ملت نہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بہتر کوئی سنت نہیں۔

سب سے اچھا ذکر اللہ کا ذکر ہے۔

بہترین حکایت قرآن ہے۔

سب سے اچھے اولوالعزمی کے کام ہیں۔

بدعت سے بدتر کوئی چیز نہیں۔

انبیأ علیہم السلام کے راستے سے بہتر کوئی راستہ نہیں۔

سب سے بہتر موت شہید کی موت ہے۔

ہدایت کے بعد گمراہی اپنا لینا پرلے درجے کا اندھاپن ہے۔

بدترین معذرت وہ ہے جو نزع کے وقت کی جائے۔

دل کا اندھاپن بدترین کورنظری ہے۔

سب سے اچھے کام وہ ہیں جو نفع دینے والے ہوں۔

سب سے بڑی ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے۔

جھوٹی زبان سب سے بڑی مجرم ہے۔

بے نیازی سب سے عمدہ دولت ہے۔

سچی بات دل میں بیٹھ جاتی ہے۔

شک کفر کی نشانی ہے۔

نوحہ کرنا جاہلیت کی یادگار ہے اور خیانت جہنم کا سامان ہے۔

بدمست ہونا آگ میں جھلسنا ہے۔

شراب گناہوں کی ماں ہے۔

یتیم کا مال کھانے سے برا کوئی کھانا نہیں۔

سعادت مند دوسروں سے عبرت حاصل کرتا ہے۔

بدبخت ماں کے پیٹ ہی میں بدبخت ہوتا ہے۔

کام کے انجام پر نظر ہونی چاہئے۔

جھوٹا خواب بدترین خواب ہے۔

مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

مومن کا گوشت کھانا (غیبت) اللہ کی سب سے بڑی نافرمانی ہے۔

جو غصہ ضبط کرتا ہے' خدا اسے اجر دیتا ہے۔

جو نقصان پر صبر کرتا ہے' اللہ اسے بدلہ دیتا ہے۔

جو لوگوں کے عیوب کی تشہیر کرتا ہے' خدا اسے ذلیل کرتا ہے۔

صبر کرنے والے کو خدا دگنا اجر دیتا ہے۔

تقویٰ کی اہمیت:

قسم ہے اس ذات کی! جس کی بات سچی اور وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے' یہ بات اٹل ہے کیونکہ خود اس کا ارشاد ہے کہ میرے حضور بات نہیں بدلی جاتی اور نہ میں بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔ پس تم اپنے دینی اور دنیوی معاملات میں اور ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرو کیونکہ جو خدا کی برہمی سے ڈرتا ہے' اللہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اسے بڑھا کر اجر دیتا ہے۔ جس نے خدا سے خوف کیا' وہ پورا پورا کامیاب ہوا۔

یاد رکھو! تقویٰ انسان کو خدا کی برہمی اور اس کے عتاب سے بچاتا ہے۔ تقویٰ چہرے کو روشن اور مرتبے کو بلند کرتا ہے۔ خدا کے احکام پر عمل کرو' اپنا حصہ حاصل کرو اور اس کی اطاعت میں کوتاہی نہ کرو۔

لوگو! دوسروں پر احسان کیا کرو' جس طرح اس نے تم پر احسان کیا' اس کے دشمنوں سے نفرت کرو' اس کی راہ میں اچھی طرح جہاد کرو' اس نے تم کو برگزیدہ بنایا اور تمہارا نام مسلمان رکھا۔

اللہ کا ذکر بہت کیا کرو اور آنے والے دن کے لئے اعمال کا ذخیرہ کر لو' جس نے اپنے آپ کو خدا کے دامن سے وابستہ کر لیا اور اپنا معاملہ صاف رکھا تو اللہ ہر معاملے میں اس کی دستگیری کرے گا۔

خدا جو چاہے فیصلہ کرے' لوگ اس کے خلاف فیصلہ نہیں کر سکتے۔ وہ سب کا مالک ہے' کسی کا زرخرید نہیں' وہ سب سے بڑا اور ہر قسم کی طاقت و قوت کا تاجدار ہے۔

اللہ کا نام لے کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑو اور کافروں سے گھمسان کی جنگ کرو۔ جنگ کرو مگر دھوکا نہ دینا اور حد سے تجاوز نہ کرنا' مثلہ نہ کرنا اور بچوں کو قتل نہ کرنا اور جب تمہارا مشرکوں سے آمنا سامنا ہو تو ان کے سامنے تین باتیں پیش کرنا۔ اگر وہ ان میں سے ایک بات بھی مان لیں تو پھر ان سے نہ لڑنا۔

پہلے انہیں اسلام کی طرف بلاؤ' اگر وہ یہ دعوت قبول کر لیں تو ان سے ہاتھ روک لو اور ان سے کہو کہ وہ اپنا علاقہ چھوڑ کر مہاجرین کے علاقے میں چلے جائیں اور انہیں بتا دینا کہ ہجرت کی صورت میں ان کے ساتھ مہاجرین جیسا سلوک ہوگا اور اگر وہ اس پر آمادہ نہ ہوں تو انہیں بتا دو کہ ان کی حیثیت بدوی مسلمانوں جیسی ہوگی اور عام مسلمانوں کی طرح ان پر بھی احکام الٰہی نافذ ہوں گے لیکن مال غنیمت میں انہیں' اسی وقت حصہ ملے گا' جب وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد میں شریک ہوں گے۔

اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں تو ان سے جزیہ طلب کرو' اگر وہ اس کی ادائیگی پر تیار ہو جائیں تو ان سے ہاتھ روک لو ورنہ خدا پر بھروسہ کر کے ان پر حملہ کر دو۔

اگر کسی قلعہ کا تم محاصرہ کر لو اور وہ لوگ اللہ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری پر پناہ مانگیں تو اس بات پر انہیں ہرگز امان نہ دینا بلکہ اپنے

اپنے باپ، دادا اور اپنے ساتھیوں کی ذمہ داری پر پناہ دینا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی وجہ سے عہد شکنی ہوجائے تو باپ، دادا اور دوستوں کی ذمہ داری کا توڑ دینا اس کی بہ نسبت آسان ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر کئے گئے عہد امان کو توڑا جائے۔

اللہ کا نام لے کر اپنے اور اللہ کے دشمنوں کے خلاف شام کے میدان میں محاذ جنگ کھول دو۔ وہاں تم کو خانقاہوں میں گوشہ نشین درویش ملیں گے، ان سے کوئی تعرض نہیں کرنا۔ وہاں تمہیں ایسے لوگ بھی ملیں گے جن کے سروں پر شرارت وشیطنت کوٹ کوٹ کر بھری ہوگی۔ دیکھو انہیں سختی سے کچل دینا۔

اور سنو! عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا، نہ کسی درخت کو کاٹنا، نہ کسی عمارت کو تباہ کرنا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، مجھے یہ بات بے حد پسند ہے کہ میں اللہ کی راہ میں لڑوں اور شہید ہوں اور پھر لڑوں اور شہید کیا جاؤں اور پھر لڑوں اور شہید کیا جاؤں۔

جنت اور دوزخ کے مستحق:

یاد رکھو تین شخص جنت میں ضرور جائیں گے:

۱:......وہ حاکم جو عادل، سخی اور نرم مزاج ہو۔

۲:...... وہ شخص جو رشتہ داروں کے ساتھ مہربانی اور شفقت سے پیش آتا ہو۔

۳:...... وہ مسلمان جو عیال دار اور پاک دامن ہو۔

پانچ قسم کے لوگ جہنم کا ایندھن بنیں گے:

۱:......وہ کمزور اور بیوقوف شخص جو دوسروں پر بوجھ بنا رہے اور خود اہل وعیال کے جھمیلوں سے دور رہے۔

۲:......وہ خائن جو کسی وقت بھی خیانت سے باز نہیں آتا۔

۳:......وہ شخص جو دن رات تم کو تمہارے اہل وعیال کے بارے میں دھوکا دیتا ہے، اور بخل وکذب کا تذکرہ کرتا رہتا ہے۔

۴:......بدزبان۔

۵:......فحش گو۔

اللہ کے نزدیک تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ نوجوان ہے جو حسین وجمیل ہو مگر اپنے حسن وشباب کو اللہ اور اس کی اطاعت میں خرچ کررہا ہو۔

یہی وہ ہے، جس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر ومباہات کرتا ہے۔

قسم ہے اس ذات کی! جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ جو شخص پنج وقتہ نماز ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، زکوٰۃ نکالے اور سات کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ تشریف لایئے۔

شیطان کا محبوب ترین گماشتہ:

جان لو کہ شیطان نے اپنے مکروفریب کا تخت پانی کی سطح پر قائم کیا ہے، وہ اپنے ایجنٹوں کو چاروں طرف بھیجتا ہے، ان میں سے جو جتنی زیادہ گمراہی پھیلاتا ہے اس کو اتنا ہی اپنا مقرب بناتا ہے، اس کے گماشتے جب واپس آتے ہیں تو وہ ان سے ان کی کارکردگی کی رپورٹیں سنتا ہے، وہ بتاتے ہیں کہ ہم نے یہ کیا اور یہ کیا، شیطان کہتا ہے کہ تم نے کچھ بھی نہیں کیا، ایک کارکن کہتا ہے کہ سردار! میں اس وقت تک واپس نہیں آیا جب تک میں نے میاں بیوی کے درمیان عداوت اور نفرت کی دیوار کھڑی نہ کردی، اس وقت شیطان اسے اپنے پاس بلاتا ہے اور شاباش دیتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ ہے کرنے کا وہ اصل کام جو تو نے کیا۔[1]

ناجائز تحفے:

لوگو! جب میں کسی کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے عامل بنا کر بھیجتا ہوں تو وہ واپس آکر کہتا ہے کہ یہ تو رہا سرکاری ٹیکس اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ تحفے اور سوغاتیں ہیں جو لوگوں نے مجھے دی ہیں۔ اگر واقعی لوگوں نے یہ تحفے اس کو دیئے ہیں تو ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ وہ اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھا رہے اور لوگ اسے تحفے بھیجیں۔

خدا کی قسم! جو شخص بھی ناجائز طور پر کچھ حاصل کرے گا تو اس کا بوجھ اٹھائے ہوئے وہ اللہ سے ملاقات کرے گا اور میں اس کو پہچان لوں گا جب اس کی گردن پر شور کرتی ہوئی گائے، بلبلاتا ہوا اونٹ اور چیختی ہوئی بکری دیکھوں گا۔

الٰہ العالمین! کیا میں نے حق بات پہنچادی؟

معیاری تاجر:

بہترین پیشہ تجارت ہے اور سب سے اچھے تاجر وہ ہیں جو بات چیت میں جھوٹ نہیں بولتے، امانت میں خیانت نہیں کرتے، وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور قرض وصول کرنے میں سخت گیری سے کام نہیں لیتے، جب کوئی چیز بیچتے ہیں تو اس کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے نہیں ملاتے، جب کوئی چیز خریدتے ہیں تو اس کی مذمت نہیں کرتے۔

شرک اور جھوٹی قسم:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی قسم اٹھانے والوں اور شرک کرنے والوں کی علامت اس

حدیث میں فرمائی:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بڑے بڑے گناہ یہ ہیں: خدا کا شریک ٹھہرانا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا' کسی بے گناہ کی جان لینا اور جھوٹی قسم کھانا۔"

غزوۂ حنین کے بعد انصار سے خطاب:

اے گروہ انصار! کیا یہ حقیقت نہیں کہ تم پہلے گمراہ تھے پھر میری وجہ سے ہدایت پائی؟ تم منتشر اور پراگندہ تھے' میری وجہ سے جمع ہوئے؟ تم مفلس تھے' خدا نے میری وجہ سے تمہیں غنی کر دیا۔

ہاں! ہاں! تم بھی یہ کہہ سکتے ہو اور تمہارا یہ کہنا سچ ہوگا: "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہمارے اس پاس اس وقت آئے جب ساری دنیا آپ کو جھٹلا رہی تھی۔ اس وقت ہم ہی تھے جنھوں نے آپ کی تصدیق کی' سب نے آپ کو چھوڑ دیا' ہم نے آپ کی مدد کی' دوسروں نے نکال دیا ہم نے پناہ دی' آپ غریب تھے' ہم نے ساتھ دیا۔"

خدا کی قسم! جس چیز کو تم لے کر جاؤ گے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو لوگ لے کر جا رہے ہیں۔

رزق حلال کی تلاش:

اے لوگو! جو چیزیں جنت سے قریب اور دوزخ سے دور کرنے والی ہیں' وہ میں تمہیں بتا چکا ہوں اور ان چیزوں کی بھی نشاندہی کر چکا ہوں جو جنت سے دور اور دوزخ سے قریب کرنے والی ہیں۔ جبرائیل امین (علیہ السلام) نے مجھے خبر دی ہے کہ کوئی انسان اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ اپنے حصے کا مقررہ رزق نہ کھالے۔

تو اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور تلاش رزق میں غلط ذرائع استعمال نہ کرو' ایسا نہ ہو کہ رزق کی تاخیر سے تم گناہ میں مبتلا ہو جاؤ۔

یاد رکھو! خدا کے ہاں کی چیزیں اس کی اطاعت وفرمانبرداری ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔

حقوق العباد کی ادائیگی پر زور:

لوگو! میں اس خدا کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! بے شک اس نے ہمارے حقوق مقرر کر دیے ہیں' تو جس کی پیٹھ پر میں نے تازیانہ مارا ہو' یہ میری پیٹھ حاضر ہے' بدلہ لے لے' جس کو میں نے زبان سے برا بھلا کہا ہو تو وہ بھی اپنا بدلہ لے لے' اگر کسی سے میں نے مال لیا ہو تو میرا مال حاضر ہے' اس میں سے اپنا حق لے لے' یہ مت خیال کرنا کہ اس بدلہ لینے سے میرے دل میں کینہ و بغض پیدا ہوگا' یہ بات میری فطرت کے خلاف ہے۔

سن لو! تم میں سے وہی شخص مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے جو اپنا بدلہ لے لے یا معاف کر دے تاکہ میں سکون واطمینان کے ساتھ اپنے اللہ سے ملاقات کر سکوں اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ اتنا کہہ دینا کافی نہ ہوگا' مجھے یہ اعلان بار بار کرنا ہوگا۔

لوگو! جس کے پاس بھی کسی کی کوئی چیز ہے وہ اسے واپس کر دے' دنیا کی رسوائی اور بدنامی کا خیال نہ کرے' کیونکہ آخرت کی ذلت کے مقابلے میں دنیا کی ذلت کم تر ہے۔

دولت خرچ کرنے کے مثبت اثرات:

لوگو! جو بچ رہے اسے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دو' ایک صاع غلہ ہی دے دو' اگر یہ نہ ہو سکے اس کا آدھا ہی سہی اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ایک مٹھی' آدمی مٹھی ہی دے دیا کرو' تم میں سے ہر شخص ایک کھجور یا آدھی کھجور دے کر اپنے آپ کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ کر سکتا ہے' اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو سائل کو میٹھے بول کے ساتھ رخصت کر دو' تم میں سے جب کوئی شخص اللہ کے سامنے حاضر ہوگا تو اللہ اس سے کہے گا کہ کیا میں نے تجھے مال اور اولاد کی نعمت سے نہیں نوازا تھا؟ بندہ کہے گا کہ ہاں! مالک تو نے یہ نعمتیں دی تھیں' ارشاد ہوگا کہ تم نے کیا کیا؟ اس وقت وہ آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھے گا مگر دوزخ کی گرمی سے بچنے کے لئے کوئی چیز نہ پائے گا۔

پس اے لوگو! کم از کم آدھی کھجور دے کر ہی دوزخ سے بچنے کا سامان پیدا کر لو ورنہ نرم جواب دے دو۔

مجھے تمہارے متعلق یہ خوف بالکل نہیں کہ تم فاقہ کشی کرو گے کیونکہ اللہ تمہارا مددگار ہے' میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک عورت اکیلی حیرہ اور مدینہ کے درمیان سفر کر رہی ہے' مگر خوش حالی اور فارغ البالی کی وجہ سے اسے چور اور ڈاکو کا کوئی خطرہ نہیں۔

لوگو! مرنے سے پہلے سامان سفر تیار کر لو' خدا کی قسم ایک دن تم پر موت کی غشی ضرور طاری ہوگی اور تم اپنی بھیڑیں کسی رکھوالے کے بغیر چھوڑ کر چلے جاؤ گے' پھر وہ خدا جسے نہ کسی ترجمان کی ضرورت ہے اور نہ دربان کی' سوال کرے گا' کیا تمہارے پاس میرے احکام پہنچانے کے لئے میرا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں آیا؟ اور کیا میں نے تم کو مال و دولت سے نہیں نوازا؟ اب بتاؤ تم نے کیا کیا کام کیے؟ اس وقت پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں دائیں بائیں دیکھو گے مگر تمہیں کچھ نظر نہ آئے گا' پھر سامنے کی طرف نظر دوڑاؤ گے تو تمہیں دوزخ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا۔

پس جو شخص آگ سے بچنا چاہتا ہو اور وہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دینے کی استطاعت رکھتا ہو تو وہ کھجور کا ٹکڑا ہی خدا کی راہ میں دے دے اور جسے اس کی بھی قدرت نہ ہو تو وہ کلمہ طیبہ کے ورد سے اپنے آپ کو عذاب سے بچا سکتا ہے کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک دیا جائے گا۔

لوگو! خیرات کیا کرو اور صدقہ دیا کرو اور یاد رکھو دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے پہلے ماں باپ، بہن بھائی، پھر قریبی رشتے دار اس ترتیب سے اپنے عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

اپنے اعمال کی اثر آفرینی:

لوگو! اطاعت الٰہی سے اپنے آپ کو آراستہ کرلو قناعت کی شال اوڑھ لو اور آخرت کو اپنا لو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم جلد ہی اللہ کی طرف جانے والے ہو اور وہاں اچھے اعمال کے سوا کوئی اور چیز کام نہ دے گی یقیناً تم اپنے اعمال کے ساتھ اللہ کے پاس جاؤ گے اور ان کا بدلہ پاؤ گے۔

اور دیکھو! کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی چمک دمک تمہیں جنت کی بلندیوں سے محروم کردے حق کے حسین وجمیل چہرے سے نقاب الٹی جاچکی ہے شک وشبہ کے بادل چھٹ چکے ہیں اپنا ٹھکانا اور اپنا مقام اچھی طرح دیکھ سکتا ہے۔

بعض اجتماعی جرائم کی مخصوص سزائیں:

اے گروہ مہاجرین! میں خدا کی پناہ طلب کرتا ہوں اس بات سے کہ تم ان پانچ باتوں میں مبتلا ہو:

۱:..... جب کسی قوم میں فحاشی و بدکاری اعلانیہ ہونے لگے تو لوگ طاعون اور ایسی دوسری دردناک بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں جن سے ان سے پہلے لوگ ناواقف تھے۔

۲:..... جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگے تو وہ قحط سالی، بدحالی اور حکومت کی زیادتیوں کی مصیبت میں گرفتار ہوجاتی ہے۔

۳:..... جب کوئی قوم زکوٰۃ کی ادائیگی سے رک جاتی ہے تو اس سے بارش روک لی جاتی ہے اگر جانور اور مویشی نہ ہوں تو ایک قطرہ بھی نہ برسے۔

۴:..... جب کوئی قوم اللہ سے عہد شکنی کی مرتکب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر دشمن مسلط کردیتا ہے جو ان سے ہر چیز چھین لیتا ہے۔

۵:..... جب ملک کے حکمران احکام خداوندی کے مطابق کاروبار حکومت چلانا ترک کردیں تو اللہ اس وقت میں پھوٹ ڈال دیتا ہے پھر لوگ افتراق وانتشار کا شکار ہوکر رہ جاتے ہیں۔

دنیا کی حقیقت:

جس شخص کے پیش نظر آخرت ہوگی اللہ اسے سیرچشمی اور سکون قلب کی نعمت سے بہرور کردے گا اور دنیا ناک رگڑتی ہوئی اس کی چوکھٹ پر آئے گی اور جس نے دنیا کو اپنا مطمع نظر بنالیا اللہ اسے پراگندہ خاطر کردے گا اور اسے ہر وقت فقر وافلاس کا دھڑکا لگا رہے گا اور یاد رکھو ملتا اتنا ہی ہے جتنا تقدیر میں لکھا جاچکا ہے۔

جان لو کہ یہ دنیا بہت دلفریب و دلنشین ہے۔ اللہ تم کو اس میں غلبہ عطا فرما کر آزمائے گا کہ پھر تم کیا کرتے ہو؟ خدا سے ڈرتے رہو اور عورتوں کے حقوق تلف نہ کرو اور دیکھو! جب کوئی شخص حق سے آگاہ ہوجائے پھر اسے دنیا والوں کے خوف سے چھپانے کی کوشش نہ کرے۔

لوگو! تم گزری ہوئی قوموں کے جانشین ہو تمہارے اسلاف قوت وطاقت میں تم سے بڑھ کر تھے اور وہ بالکل مطمئن تھے کہ اچانک اٹھالئے گئے۔

زمانے نے ان کے ساتھ اس وقت غداری اور بے وفائی کی جب وہ اس پر پوری طرح بھروسہ کرچکے تھے اس وقت قبیلے کی جمعیت اور دولت کی طاقت انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچاسکی اور نہ ان کی طرف سے کوئی فدیہ قبول کیا جاسکا اچانک پکڑ کا وقت آنے سے پہلے زاد راہ کا انتظام کرلو مگر تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تم تیار نہیں ہوتے اور کاتب تقدیر نے جو چاہا لکھ دیا۔

اے لوگو! ان انسانوں کی طرح نہ ہوجاؤ کہ جو دنیا کی زلف کے اسیر ہوگئے ہیں تمناؤں اور آرزوؤں کے طلسم میں پھنس کر رہ گئے ہیں اور بدعتوں کے گہرے سمندر میں ڈوب گئے ہیں انہوں نے اس سرائے فانی سے دل لگایا اور ہر آن اس بدلتی ہوئی دنیا سے اپنا رشتہ اور تعلق مضبوط کیا۔

گزرے ہوئے زمانے کے مقابلے میں اس دنیا کا اتنا تھوڑا سا حصہ رہ گیا ہے جتنا اونٹنی کو بٹھانے یا دودھ کی ایک دھار لینے میں لگتا ہے۔

تم کدھر جارہے ہو؟ اور کیا دیکھ رہے ہو؟ خدا کی قسم! دنیا کا یہ موجودہ وقت اسی طرح گزر جائے گا گویا کبھی تھا ہی نہیں۔

جس منزل کی طرف تم کو جانا ہے وہ لازوال ہے سوسامان نقل وحمل فراہم کرلو اور زاد راہ مہیا کرلو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جو آگے بھیج دیا جاتا ہے اس پر اجر ملتا ہے اور جو پیچھے چھوڑ دیا جائے اس پر ندامت کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

دنیا فنا ہونے والی ہے یہ تکلیفوں اور مصیبتوں کا گھر ہے نیک لوگ اس کی طرف مائل نہیں ہوتے اور بروں سے زبردستی چھین لی جاتی ہے۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جو اس سے بے نیاز رہا اور

بد بخت ہے وہ شخص جو اس میں کھو گیا۔

جو دنیا سے محبت کرے گا وہ اسے دھوکا دے گی' جو اس کی اطاعت کرے گا وہ اسے گمراہ کرے گی' جو اس کا حلقہ بگوش ہوگا وہ اس پر ظلم و ستم ڈھائے گی۔ مبارکباد کے قابل ہے وہ شخص جو اس سے الگ رہا اور تباہ ہوا جو اس کی طرف جھک گیا' پھر تو تنگ و تاریک قبر میں چلا جاتا ہے جہاں نیکیوں میں نہ اضافہ ہوسکے گا نہ برائیوں میں کمی' اس کے بعد ہمیشہ کی زندگی جنت میں گزرے گی یا دوزخ میں؟

انسانی حقوق کا عہد آفریں چارٹر:

لوگو! غور سے سنو! میں یہ بات وضاحت سے تمہارے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں' شاید اس سال کے بعد میں تمہیں اس دنیا میں نہ مل سکوں۔

لوگو! تمہارا خون' تمہارا مال' ایک دوسرے پر حرام ہے یہاں تک کہ تم خدا کے سامنے پیش ہو' جیسا کہ یہ دن' یہ مہینہ اور یہ شہر تمہارے لئے قابل احترام ہے۔ بتاؤ! کیا میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا؟

اے خدا! تو گواہ رہنا۔ جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اسے اس کے مالک کے حوالے کر دے' دور جاہلیت کے سودی کاروبار آج سے ممنوع قرار دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے چچا حضرت عباسؓ کی سودی رقمیں معاف کرتا ہوں۔ جاہلیت کے تمام مفاخر ختم کئے جاتے ہیں' صرف کعبہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کا عہدہ باقی رکھا جائے گا' قتل عمد کا قصاص ضروری ہے' عمد کا مشابہ وہ قتل ہے جو لاٹھی یا پتھر سے واقع ہو' اس کی دیت سو اونٹ ہیں' جو زیادہ چاہے وہ اہل جاہلیت میں سے ہوگا۔

لوگو! شیطان اس بات سے تو مایوس ہوگیا کہ اس سرزمین پر اس کی عبادت کی جائے' لیکن وہ اس پر بھی مطمئن ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کے اشاروں کی تعمیل کی جائے۔

لوگو! مہینے کو اپنی جگہ سے ہٹا دینا کفر میں زیادتی کرنا ہے' کافر اس سے گمراہی پھیلاتے ہیں' ایک سال جس مہینے کو حلال کرتے ہیں دوسرے سال اسی کو حرام کر دیتے ہیں' تاکہ جو گنتی اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے اسے کسی نہ کسی طرح پورا کر لیں' زمانہ گھوم پھر کر وہیں آ گیا' جہاں سے کائنات کی پیدائش کے دن شروع ہوا تھا' خدا کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے اور اس نے اسے اپنی کتاب میں لکھ دیا تھا' جس دن آسمان اور زمین پیدا ہوئے تھے' اس دن سے چار مہینے محترم ہیں' تین مہینے تو پے در پے اور چوتھا الگ ہے' ذی قعدہ' ذی الحجہ' محرم اور رجب جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔

لوگو! عورتوں کے تم پر حقوق ہیں اور تمہارے ان پر حقوق ہیں۔ تمہارے حقوق یہ ہیں کہ وہ تمہارے بستر پر کسی اور کو نہ سلائیں اور تمہاری اجازت کے بغیر ایسے لوگوں کو گھر میں نہ آنے دیں جن کو تم پسند نہیں کرتے اور فحش کام نہ کریں' اگر وہ ایسا کریں تو خدا نے تمہیں ان سے علیحدہ ہونے' ان سے الگ سونے اور اعتدال کے ساتھ مارنے کی بھی اجازت دے رکھی ہے اور اگر وہ ایسا کرنے سے رک جائیں اور تمہاری اطاعت شروع کر دیں تو ان کا نان ونفقہ اور لباس تمہارے ذمہ ہے' تمہارے پاس عورتیں قیدیوں کی طرح ہیں' خود کچھ نہیں کر سکتیں' تمہارے پاس وہ خدا کی امانت کی طرح ہیں اور تم اس کے نام سے ان کو اپنے لئے حلال کرتے ہو' پس ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو اور ان کے لئے بھلائی سوچا کرو۔

کیا میں نے بات پہنچا دی؟ اے خدا گواہ رہنا۔

لوگو! سب مومن بھائی بھائی ہیں' کسی مومن کو اپنے بھائی کا مال اس کی مرضی کے بغیر لینے کا کوئی حق نہیں۔

لوگو! میرے بعد کافر ہو کر ایک دوسرے کے قتل کے درپے نہ ہو جانا' میں تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑتا ہوں' جس پر عمل کرنے سے تم کبھی گمراہ نہ ہوگے' وہ چیز قرآن مجید ہے۔

لوگو! تمہارا پروردگار ایک اور تمہارا باپ ایک ہے اور تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے' تم میں اللہ کے نزدیک محترم و مکرم وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے' کسی عرب کو عجمی پر تقویٰ کے سوا کوئی برتری حاصل نہیں۔

کیا میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا؟ خدا گواہ رہنا' حاضرین کو چاہئے کہ وہ یہ باتیں دوسروں تک پہنچا دیں۔

لوگو! خدا نے میراث میں ہر وارث کا جداگانہ حصہ مقرر کیا ہے' وارث کے حق میں کوئی وصیت نہیں ہو سکتی اور وصیت ایک تہائی سے زیادہ میں موثر بھی نہیں۔

لڑکا نکاح والے کا ہے اور زناکار کے لئے پتھر ہے' جو اپنے باپ کے سوا کسی کو اپنا باپ بنائے یا جو آزاد شدہ غلام اپنے آقا کے سوا کسی دوسرے کے ساتھ انتساب کرے تو اس پر خدا اور اس کے فرشتوں کی لعنت' قیامت کے دن اس سے کوئی بدلہ قبول نہ ہوگا۔

☆☆..............☆☆

امت مسلمہ کی مائیں

آخری قسط

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سیرت کے آئینہ میں

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ

مشورہ لینا:

حضرت عائشہؓ بڑی صاحب فہم وفراست تھیں۔ اچھے اچھے سمجھدار ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ حضرت نافعؒ کا بیان ہے کہ میں شام اور مصر کو مال لے جا کر تجارت کرتا تھا' ایک مرتبہ میں تجارت کے ارادہ سے عراق کو اپنا مال لے گیا۔ (واپس آکر) میں حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ سنایا کہ میں پہلے تجارت کے لئے اپنا مال شام لے جایا کرتا تھا' اس مرتبہ عراق کو لے گیا۔ (اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟) اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیوں (بلاوجہ) اپنی (سابقہ) تجارت گاہ کو چھوڑتے ہو ایسا مت کرو کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جب اللہ جل شانہ تمہارے لئے کسی ذریعہ سے رزق کے اسباب پیدا فرما دیوے تو جب تک (خود ہی) وہ سبب (کسی وجہ سے) نہ بدل جاوے یا (نفع کے علاوہ) دوسرا رخ اختیار نہ کر لیوے تو اس کو نہ چھوڑو۔ (جمع الفوائد عن ابن ماجہ)

فضائل ومناقب:

حضرت عائشہؓ کے بہت سے فضائل حدیث شریف اور اسماء الرجال کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ پہلے گزر چکا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب بیویوں سے زیادہ ان سے محبت تھی اُن کے شاگرد حضرت مسروق (تابعی) جب ان کے واسطہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتے تھے تو یوں فرمایا کرتے تھے:

"حدثتني الصادقة ابنة الصديق حبيبة حبيب الله."

ترجمہ: "مجھے روایت کی سچ بولنے والے صدیق کی بیٹی نے جو اللہ کے حبیب کی پیاری تھیں۔" (الاصابہ)

خود حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے دس چیزوں کے ذریعہ فضیلت حاصل ہے' وہ دس چیزیں یہ ہیں:

(۱) جبریل علیہ السلام میری تصویر لے کر (نکاح سے پہلے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

(۲) اور میرے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

(۳) اور نہ کوئی ایسی عورت میرے علاوہ آپ کے نکاح میں آئی جس کے ماں باپ دونوں نے ہجرت کی ہو۔

(۴) اور اللہ تعالیٰ نے آسمان پر سے میری برأت نازل فرمائی۔

(۵) اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں وحی آ جاتی تھی کہ میں آپ کے ساتھ لحاف میں لیٹی ہوتی تھی۔

(۶) میں اور آپ ایک ہی برتن سے (ساتھ بیٹھ کر کپڑا باندھ کر) غسل کرتے تھے۔

(۷) آپ نماز تہجد پڑھتے رہتے تھے اور میں آپ کے سامنے لمبی لیٹی رہتی تھی۔

(۸) آپ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ آپ میری گردن اور گود کے درمیان تھے اور میری باری کا دن تھا۔

(۹) اور میرے ہی گھر میں آپ مدفون ہوئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنی خصوصیات میں یہ بھی ذکر کیا کہ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوب بیوی تھی اور جس وقت آپ کی وفات ہوئی اس وقت آپ کے پاس میرے اور فرشتوں کے علاوہ کوئی اور موجود نہ تھا۔ (الاصابہ)

حضرت ابوموسیٰؓ کی روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد بہت کامل ہوئے اور عورتوں میں بس مریم بنت عمران (والدہ سیدنا عیسیٰ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہما) اور آسیہ فرعون کی بیوی کامل ہوئیں اور عائشہؓ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے' جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔ (روٹی کے ٹکڑوں کو شوربہ دار گوشت میں پکایا کرتے تھے اس کو اہل عرب ثرید کہتے تھے اور تمام کھانوں سے افضل سمجھتے تھے)۔

ایک مرتبہ سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ذریعے حضرت عائشہؓ کو سلام کہلایا انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (مشکوٰۃ عن البخاری ومسلم)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سبز ریشم کے کپڑے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عائشہؓ کی تصویر لے کر آئے اور عرض کیا یہ آپ کی بیوی ہیں دنیا اور آخرت میں۔ (اسد الغابہ)

کثرت عبادت:

حضرت عائشہؓ کثرت روزے رکھا کرتی تھیں اور نفل نماز بھی بہت پڑھتی تھیں۔ چاشت کی نماز کا خاص اہتمام رکھتی تھیں۔ اس وقت آٹھ رکعت پڑھا کرتی تھیں اور یہ فرماتی تھیں کہ میرے ماں باپ بھی اگر (قبر) سے اٹھ کر آجائیں تب بھی اس نماز کو نہ چھوڑوں گی۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ فرماتے تھے کہ میرا ہمیشہ یہ معمول رہا ہے کہ جب صبح کو گھر سے نکلتا تو سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کے گھر جاتا اور سلام کرتا (یہ ان کے بھائی کے بیٹے تھے) ایک مرتبہ جو میں ان کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ کھڑی ہوئی نفل نماز پڑھ رہی ہیں اور بار بار اس آیت کو پڑھ رہی ہیں اور رو رہی ہیں: "فمن اللہ علینا و وقانا عذاب السموم" میں سلام پھیرنے کے انتظار میں کھڑا رہا حتیٰ کہ طبیعت اکتا گئی اور میں ان کو اسی حال میں چھوڑ کر اپنی ضرورت کے لئے بازار چلا گیا۔ پھر جب واپس آیا تو دیکھا کہ وہ اب بھی اسی طرح نماز میں کھڑی ہیں اور رو رہی ہیں۔ (صلوٰۃ الصلوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی تہجد پڑھا کرتی تھیں۔ (مسند احمد) آپ کے بعد بھی اس کا اہتمام کرتی تھیں، روزوں کی کثرت ان کا خاص شغل تھا۔ ایک مرتبہ سخت گرمی کے موسم میں عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو روزہ سے تھیں۔ سخت گرمی کی وجہ سے سر پر پانی کے چھینٹے دیئے جارہے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے جو حضرت عائشہؓ کے بھائی تھے فرمایا: اس گرمی میں نفل روزہ کوئی ضروری نہیں ہے افطار کر لیجئے۔ (بعد میں قضا رکھ لینا کافی ہوگا) یہ سن کر فرمایا کہ بھلا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سننے کے بعد کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے سال بھر کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں میں اپنا روزہ توڑ دوں گی؟ (مسند احمد)

ایک حدیث میں ہے کہ عرفہ کا روزہ رکھنے سے ایک سال کے پچھلے اور ایک سال کے اگلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ اس کے راوی حضرت ابوقتادہؓ ہیں۔ (مشکوٰۃ مصابیح عن مسلم)

شریعت مقدسہ کی منع کی ہوئی چیزوں میں چھوٹی چھوٹی چیزوں سے بھی بچتی تھیں، راستہ میں کہیں ہوتیں اور گھنٹہ کی آواز آجاتی تو ٹھہر جاتی تھیں تاکہ اس کی آواز کان میں نہ آوے۔ نیکیوں کو پھیلانے کے ساتھ ساتھ برائیوں سے روکنا بھی ان کا خاص مشغلہ تھا اور اس مقصد کے لئے ہر ممکن طاقت خرچ کردینا ضروری سمجھتی تھیں۔ ایک گھر کرایہ پر دے دیا تھا، کرایہ دار اس میں شطرنج کھیلنے لگے تو ان کو کہلا بھیجا کہ اس حرکت سے باز نہ آؤ گے تو مکان سے نکلوا دوں گی۔ (الادب المفرد للبخاری)

احکام اسلامیہ کو بلا چوں و چرا ماننا:

دیگر تمام صحابہ کرامؓ کی طرح حضرت عائشہؓ بھی اسلام کے احکام کے بارے میں چوں چرا کو بالکل روا نہیں رکھتی تھیں۔ ان کی مشہور شاگردہ حضرت معاذہ عدویہؓ نے ایک مرتبہ سوال کیا: کیا بات ہے کہ حیض کے زمانے کی نماز نہیں پڑھی جاتی؟ لیکن رمضان المبارک کے روزے بعد میں رکھے جاتے ہیں؟

حضرت عائشہؓ نے اس کے جواب میں فرمایا: "احروریۃ انت" کیا تو نیچری ہوگئی؟ جو اسلام کو اپنی سمجھ کا تابع کرنا چاہتی ہے اور اسلام کے حکم کو بغیر سمجھے ماننے کو پسند نہیں کرتی؟ حضرت معاذہؓ نے عرض کیا کہ میں تو اس کے جواب میں یہی جانتی ہوں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم کو حیض آتا تھا تو روزہ کی قضا رکھنے کا حکم ہوتا تھا اور نماز کی قضا پڑھنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (جمع الفوائد)

حاشیہ: ("حرورا" ایک بستی تھی، وہاں کے رہنے والوں میں یہ وبا چل پڑی تھی جو اس دور میں نیچریوں میں اور پچھلے دور میں معتزلہ میں پھیلی ہوئی تھی کہ جب تک عقل تسلیم نہ کرے اس وقت تک اسلام کی بات کو ماننے سے انکار کرتے تھے) اس لئے ہم نے حروریہ کا ترجمہ نیچری کیا ہے۔

نزول آیت تیمم:

شریعت میں وضو کی جگہ بعض مجبوری کے مواقع میں تیمم رکھا گیا ہے، امت کے لئے اس میں بڑی آسانی ہے۔ یہ سن کر آپ کے علم میں اضافہ ہوگا کہ تیمم کے جاری ہونے کا سبب حضرت عائشہؓ کی ہی ذات گرامی ہے، جس کا مفصل واقعہ وہ خود اپنے الفاظ میں اس طرح نقل فرماتی تھیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے، بہت سے مسلمان ساتھ تھے، ہم نے مقام بیداء یا ذات الجیش میں قیام کیا، وہاں میرے ہار کی لڑی ٹوٹ گئی، لہٰذا اس کے ڈھونڈنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حزیہ قیام فرمایا اور آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی بھی ٹھہرے رہے' رات کا وقت تھا اور پانی کہیں قریب موجود نہیں تھا' چونکہ لوگوں کو فجر کی نماز پڑھنے کا خیال تھا اس لئے بہت فکر مند ہوئے کہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے بلا وضو نماز کیسے پڑھ سکیں گے؟ یہ سوچ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ عائشہؓ نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے تمام ہمراہیوں کو روک لیا ہے اور حال یہ ہے کہ نہ پانی قریب ہے نہ اپنے پاس ہے۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ میرے پاس آئے اور مجھے ڈانٹنا شروع کیا اور نہ جانے کیا کیا کہا اور ڈانٹنے کے ساتھ ساتھ میری کوکھ میں انگلی سے کچوکے دیتے رہے' اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھے ہوئے سو رہے تھے آپ کے بے آرام ہونے کی وجہ سے میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کچوکے دینے پر ذرا حرکت نہ کی۔ الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھے سوتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور پانی موجود نہ تھا' لہٰذا اللہ جل شانہ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی اور سب نے تیمم کیا اور نماز پڑھی۔ یہ ماجرا دیکھ کر حضرت اسید بن حضیرؓ (خوشی میں پھڑک اٹھے اور کہا کہ اے ابوبکرؓ کے گھر والو تم ہمیشہ سے برکت والے ہو) یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے' اس کے بعد جب ہم نے اونٹ کو اٹھایا جس پر میں (سوار ہوئی) تھی تو وہ گمشدہ ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔ (جمع الفوائد)

شعر اور طب:

حضرت عائشہؓ مریضوں کے معالجات میں اور اشعار عرب یاد رکھنے میں بھی خاص ملکہ رکھتی تھیں' ان کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب کوئی حادثہ پیش آ جاتا تھا تو اس کے متعلق ضرور شعر پڑھ دیتی تھیں۔ (الاصابہ)

: یہ بھی حضرت عروہ بن زبیر کا ارشاد ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کوئی قرآن کا عالم اور فرائض اسلام اور حلال و حرام کا جاننے والا اور عرب کے واقعات اور اہل عرب کے نسب سے واقفیت رکھنے والا نہیں دیکھا۔ (صفۃ الصفوۃ)

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیرؓ نے عرض کیا کہ اے اماں جان! مجھے آپ کے فقیہہ ہونے پر تعجب نہیں ہے' کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی ہیں' اور نہ مجھے آپ کی شعر دانی اور واقعات عرب کی واقفیت پر تعجب ہے' کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی ہو ان کی صحبت سے یہ چیزیں حاصل ہو گئیں' لیکن مجھے تعجب ہے کہ آپ کو طب سے کیونکر واقفیت ہوئی؟ اس کے جواب میں حضرت عروہؓ کے کاندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ عروہ بیٹا! طب میں نے اس طرح سیکھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں بیمار ہو جایا کرتے تھے اور لوگ دور دور سے آیا کرتے تھے' وہ آپ کو علاج کے طریقے اور دوائیں بتاتے تھے اور میں ان کے ذریعے آپ کا علاج کرتی تھی۔ (ایضاً)

سخاوت:

حضرت عائشہؓ بڑی سخی تھیں اور ان کی بہن اسماءؓ بنت ابی بکرؓ بھی سخاوت میں بڑا مرتبہ رکھتی تھیں' حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے تھے (جو حضرت اسماءؓ کے بیٹے تھے) کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ سے بڑھ کر کوئی عورت سخی نہیں دیکھی' لیکن دونوں کی سخاوت میں ایک فرق تھا اور وہ یہ کہ حضرت عائشہؓ تھوڑا تھوڑا جمع کرتی رہتی تھیں' یہاں تک کہ جب خاصی مقدار میں جمع ہو جاتا تو (ضرورت مندوں) میں تقسیم فرما دیتی تھیں اور حضرت اسماءؓ کا یہ حال تھا کہ وہ کل کے لئے کچھ رکھتی ہی نہ تھیں۔ (ادب المفرد)

حضرت عروہؓ اپنا چشم دید واقعہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت عائشہؓ نے ایک روز ستر ہزار کی مالیت (ضرورت مندوں پر) تقسیم فرما دی اور اپنا یہ حال تھا کہ تقسیم کرتے وقت اپنے کرتے میں پیوند لگا رہی تھیں۔ (صفۃ الصفوۃ)

حضرت معاویہؓ نے ایک طبق میں سچے موتی بھر کر حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ہدیتاً بھیجے جن کی قیمت ایک لاکھ تھی۔ انہوں نے ہدیہ قبول کر کے اپنے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں تقسیم فرما دیا۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کا روزہ تھا اور اسی روز ان کے پاس ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے دو بورے بھر کر ہدیہ بھیجا جو ایک لاکھ اسی ہزار کی مالیت تھی۔ وہ اسی وقت تقسیم کرنے بیٹھ گئیں اور تھوڑی دیر میں تمام کر دیا۔ جب شام ہوئی تو ایک درہم (چونی بھر کر چاندی) بھی پاس نہ تھا' افطار کے وقت اپنی باندی سے فرمایا کہ افطاری لاؤ' چنانچہ وہ زیتون کا تیل اور روٹی لے کر آئی' وہیں ایک عورت ام ذرہ موجود تھیں (اس کا بھی روزہ تھا) اس نے کہا کہ آج جو آپ نے مال تقسیم کیا ہے' اس میں سے اتنا بھی آپ نہ رکھ سکیں کہ ایک درہم کا گوشت ہی منگا لیتیں جسے افطاری میں ہم کھا لیتے! حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اب کہنے سے کیا ہوتا ہے' اس وقت تم یاد دلاتیں تو میں اس کا خیال کر لیتی۔ (صفۃ الصفوۃ)

ایک روز کا واقعہ ہے جسے وہ خود بیان فرماتی تھیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں' اس نے سوال کیا' اس وقت میرے پاس

ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی۔ اس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کر کے دونوں بچیوں کو ایک ایک ٹکڑا دے دیا اور خود نہ کھایا اس کے بعد وہ چلی گئی اور اس کے بعد ہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم زنان خانہ میں تشریف لے آئے میں نے آپ کے سامنے واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ان لڑکیوں کی پرورش میں ذرا بھی مبتلا کیا گیا اور اس نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو یہ لڑکیاں اس کے لئے دوزخ کی آڑ بن جائیں گی۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زنان خانے میں ایک بکری ذبح کی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے کچھ دیر کے بعد تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ بکری کا کیا ہوا؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ (سب صدقہ کر دی گئی) صرف اس کا ہاتھ باقی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (واقعہ یہ ہے کہ) اس کے ہاتھ کے علاوہ سب باقی ہے۔ (مشکوٰۃ)

مطلب یہ تھا کہ جو اللہ کی راہ میں دے دیا گیا باقی وہی ہے اور جو ابھی ہمارے پاس ہے اس کو باقی کہنا درست نہیں۔

خوف خدا اور فکر آخرت:

حضرت عائشہؓ عابدہ زاہدہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والی اور آخرت کی بہت فکر رکھنے والی تھیں۔

ایک مرتبہ دوزخ یاد آ گئی تو رونا شروع کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کا سبب پوچھا تو عرض کیا: مجھے دوزخ کا خیال آ گیا اس لئے رو رہی ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے دربار رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب سے آپ نے منکر نکیر کی (ہیبت ناک آواز) کا اور قبر کے بھینچنے کا ذکر فرمایا ہے اس وقت سے مجھے کسی چیز سے تسلی نہیں ہوتی اور دل کی پریشانی دور نہیں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہؓ منکر نکیر کی آواز مومن کے کانوں میں ایسی معلوم ہوتی ہے (جیسے آنکھوں میں سرمہ) اور قبر کا مومن کو دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے کسی کے سر میں درد ہو اور اس کی شفقت والی ماں آہستہ آہستہ دباوے اور وہ اس سے آرام و راحت پاوے۔ پھر فرمایا کہ اے عائشہؓ! اللہ کے بارے میں شک کرنے والوں کے لئے بڑی خرابی ہے اور وہ قبر میں اس طرح بھینچے جائیں گے جیسے انڈے پر پتھر رکھ کر دبا دیا جائے۔ (شرح الصدور)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز میرے پاس ایک یہودی عورت اندر گھر میں آئی اور اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا ذکر کرتے کرتے اس نے مجھ سے کہا کہ "اعاذک اللہ من عذاب القبر" (اللہ تعالیٰ تجھے قبر کے عذاب سے پناہ میں رکھے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عذاب قبر کے متعلق سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عذاب قبر حق ہے اس کے بعد میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔ (صفۃ الصفوۃ)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے خالہ جان کی بے پناہ فیاضی دیکھ کر ایک مرتبہ (کسی کے سامنے) یوں کہہ دیا کہ یا تو وہ اتنے خرچ سے خود ہی رک جائیں ورنہ ان کا ہاتھ خرچ سے روک دوں گا۔ جب حضرت عائشہؓ کو یہ بات پہنچی تو فرمایا: اچھا عبداللہ نے ایسا کہا ہے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ جی ہاں! فرمایا: میں نے نذر مان لی کہ زبیرؓ کے بیٹے سے کبھی نہ بولوں گی۔ اس کے بعد عرصہ تک بول چال بند رکھی پھر مشکل سے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن الاسود کے کہنے سننے کے بعد ان سے بولنا شروع کیا اور نذر کے ٹوٹ جانے پر مواخذہ سے ڈرتی تھیں اور گو نذر کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کرنا کافی ہے لیکن ان کو خوف خدا اس قدر لگا ہوا تھا کہ بار بار غلام آزاد کرتی تھیں کہ شاید اب خطا معاف ہو جائے شاید اب خطا معاف ہو جائے۔

وفات:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات منگل کی شب ۱۷/ رمضان المبارک ۵۸ھ کو ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا سن وفات ۵۷ھ ہے۔ مرض الوفات میں جو لوگ مزاج پرسی کو آتے اور بشارت دیتے تو (آخرت کے حساب کے ڈر سے) فرماتیں: کاش! میں پتھر ہوتی، کاش! کسی جنگل کی گھاس ہوتی۔ اسی زمانے میں حضرت ابن عباسؓ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے خصائل و مناقب ذکر کئے تو فرمایا: اے ابن عباسؓ! رہنے دو قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تو یہ پسند کرتی ہوں کہ کاش میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔ وفات ہو جانے پر حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ عائشہؓ کے لئے جنت واجب ہے اور یہ بھی فرمایا کہ خدا ان پر رحمت کرے وہ اپنے باپ کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیاری تھیں، وفات کے قریب وصیت فرمائی کہ میں رات ہی دفن کر دی جاؤں، چنانچہ وتر کی نماز کے بعد جنت البقیع کے سپرد کر دی گئیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور دفن کے لئے ان کے حقیقی بھانجے حضرت عبداللہ اور عروہؓ اور ان کے بھائی کے بیٹے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم قبر میں اترے اور ان کو دفنا دیا۔ (الاصابہ والاستیعاب)

رضی اللہ عنہا وارضاھا۔

☆☆..........☆☆

علمائے دیوبند اور تردیدِ قادیانیت

زیر نظر مضمون دراصل دارالعلوم دیوبند کے مہتمم کی ایک یادگار تقریر ہے جسے افادۂ قارئین کے لئے شائع کیا جارہا ہے

مولانا مرغوب الرحمٰن

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے انعامات کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے کہ آج خدام دارالعلوم دیوبند کی حقیر دعوت پر لبیک کہنے والا ایک منتخب اجتماع سرزمین دیوبند کی رونق میں اضافہ کر رہا ہے، جس میں ہر طبقہ اور ہر سمت کے گرامی قدر علماً تشریف فرما ہیں۔ خداوند قدوس کا احسان عظیم ہے کہ اس دعوت کو شرف قبولیت سے نوازنے والے صرف ہندوستان کے علماً نہیں بلکہ بیرون ہند کے ارباب علم و دین بھی ہیں، جن کو دیکھ کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "بعثت الی الاسود والاحمر" کی عملی تفسیر نگاہوں میں گھوم جاتی ہے۔

اس ایمان پرور روح افزا موقع پر ہم خدام دارالعلوم دیوبند ضروری سمجھتے ہیں کہ اپنے تمام مہمانوں کا صرف رسمی نہیں بلکہ بصمیم قلب شکریہ ادا کریں کہ انہوں نے خالص لوجہ اللہ دور دراز کے سفر کی صعوبت برداشت فرما کر تشریف آوری کی زحمت گوارا فرمائی اور خدام دارالعلوم دیوبند کو یہ موقع بہم پہنچایا کہ مسائل پر تبادلہ خیال کر کے ملت اسلامیہ کے سفینہ کو عصر حاضر کے طوفانوں میں ساحل مقصود تک پہنچانے کی جدوجہد کو تیز کر سکیں۔

مہمان محترم! دارالعلوم دیوبند کی دعوت پر اس قابل رشک پذیرائی کا یہ منظر سرزمین دیوبند نے بار بار دیکھا ہے، اور اس طرح کی بہاریں اپنی جلوہ سامانیوں کے ساتھ بار بار جلوہ ریز ہو چکی ہیں، اور آج پھر الحمدللہ! یہ بہار پوری آب و تاب کے ساتھ رونق افروز ہے اور ہم اس قافلہ بہار کے جلو میں برگزیدہ علماً فرزندان قدیم اور اپنے محسنین و معاونین کا استقبال کر رہے ہیں۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

گرامی مرتبت حاضرین کرام! اس مبارک اور مسعود موقع پر دارالعلوم دیوبند اور اس کے مسلک سے متعلق یہ عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند روز اول سے الحمدللہ! اسی تہذیبی علمی اور عملی وراثت کا امین ہے جو اسے عہد خیر القرون سے قرناً بعد قرن پہنچی ہے، امت مسلمہ پر چودہ صدیاں بیت جانے کے باوجود دارالعلوم دیوبند علم و عمل کے لحاظ سے اسی عہد خیر القرون کا نمونہ ہے، ہمارے یہاں سب سے باکمال وہ ہے جو زمانہ کی دور دراز مسافتوں اور زمان و مکان کے فاصلوں کو طے کر کے اسی مجلس نبوت میں حاضر ہو جائے جس سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مستفید ہوئے تھے، غیر متزلزل یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے فرقۂ ناجیہ کی جو علامت "ما انا علیہ واصحابی" بیان فرمائی تھی وہ الحمدللہ! پوری طرح دارالعلوم اور اس کے مسلک پر منطبق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دارالعلوم کی آغوش میں جن مایہ ناز عناصر نے پرورش پائی ہے، وہ نہ صرف برصغیر ہند و پاک بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے صالح ترین عناصر کہلانے کے مستحق ہیں، نیز یہ کہ ان صالح عناصر کے ذریعہ دین و ملت کی جو گراں قدر خدمات انجام پائیں ان کی وجہ سے یہ کہنا قطعاً مبالغہ نہیں ہے کہ دارالعلوم علم و عمل کا صرف محور ہی نہیں بلکہ منبع اور سرچشمہ ہے اور گزشتہ صدی کا تجدیدی کارنامہ جو اللہ رب العزت نے محض اپنے فضل و کرم سے دارالعلوم اور اس کے فرزندوں کے ذریعہ انجام دلایا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے ذریعہ اس تجدیدی کارنامہ کی انجام پذیری کی وجہ یہ ہے کہ علمی و عملی طور پر دارالعلوم دیوبند کی بنیاد قرآن مجید اور سنت پاک پر استوار ہوئی ہے، پھر جو روشنی قرآن کریم اور حدیث پاک کے ذریعہ دل و دماغ پر مستولی رہی، اس نے احسان و سلوک اور فقہ و فتاویٰ کی شکل میں پوری ملت اسلامیہ کے لئے رہبری اور رہنمائی کی خدمت انجام دی، چنانچہ رجال دارالعلوم کے ذریعہ پیش آمدہ مسائل میں جو رہنمائی قرآن و سنت اور اجماع و قیاس کی روشنی میں کی گئی وہ الحمدللہ! اتنی جامع اور مکمل ہے

کہ اگرچہ گزشتہ صدی اپنی مادی اور صنعتی ترقی کے لحاظ سے بہت اہم اور تاریخ انسانیت میں سب سے زیادہ انقلاب انگیز ہے' لیکن انسانیت اور مسلمانوں کا ایک مسئلہ بھی ایسا نہیں بتلایا جاسکتا ہے جس کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں پیش نہ کردیا گیا ہو۔

اس باب میں بلا مبالغہ ہدایت کا کوئی رخ ایسا نہیں ہے جہاں باری تعالیٰ نے دارالعلوم کے ہاتھوں مشعلیں اور منارے قائم نہ فرمادیے ہوں اور اسی طرح ضلالت وگمراہی کا کوئی پیچ وخم ایسا نہیں ہے' جہاں دارالعلوم کے ذریعہ صراط مستقیم کی تعیین نہ کرادی ہو۔

سامعین عالی مقام! دارالعلوم نے اپنے قیام کے روز اول سے صراط مستقیم کی تعیین اور غلط راستوں کی تغلیط کو اپنا نصب العین بنایا ہے' دارالعلوم کا قیام جن حالات میں عمل میں آیا تھا' اس وقت عیسائیت کے فروغ کا ایک ایسا فتنہ اٹھا ہوا تھا جس نے تقریباً پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا' بحمداللہ! اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے دارالعلوم کا قدم آگے بڑھا اور مناظرہ وتقریر اور قلم وتحریر کے ہر میدان میں عیسائیت کے مبلغین کو شکست فاش ہوئی' اس موضوع پر ہزاروں صفحات فرزندان دارالعلوم کے قلم سے نکلے اور اس کے باوجود کہ حکومت واقتدار کی تمام طاقتیں اس فتنہ کی پشت پناہی کررہی تھیں' مگر دارالعلوم کے اہل حق مجاہدین نے برق بے اماں بن کر ان کی تمام پناہ گاہوں کو جلا کر خاکستر کردیا' اسی فتنہ کے پہلو بہ پہلو توحید کی تعلیم سے محروم کرنے کے لئے کی گئی خطرناک اور زبردست سازش تھی لیکن اس میدان میں بھی فرزندان دارالعلوم نے اپنا فرض منصبی پوری طرح ادا کیا اور اس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے تاریخ کے گورستان میں دفن کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس سلسلے میں فضلاء دارالعلوم کی سینکڑوں تصانیف آج بھی کتب خانہ اسلام کی زینت ہیں۔

ان زبردست فتنوں کے علاوہ انگریز کی جانب سے مسلمانوں کے اندرون میں متعدد فتنے برپا کرائے گئے' جن میں سب سے اہم فتنہ قادیانیت کا تھا۔ اس فتنہ نے سیاسی' علمی اور اعتقادی طور پر خلفشار پیدا کیا' اس فتنہ کی طرح تو تیرہویں صدی ہجری کے اواخر میں پڑگئی تھی۔ لیکن مرزا نے ۱۳۰۱ھ میں براہین احمدیہ کے ۴ حصے شائع کرکے اپنے زیغ وضلال کو طشت ازبام کردیا' تو علمائے کرام نے اس کا تعاقب شروع کردیا۔ اس سلسلہ میں ابتداً اگرچہ علمائے لدھیانہ وامرتسر مولانا غلام علی امرتسری' مولانا احمد اللہ امرتسری' حافظ عبدالمنان وزیرآبادی' مولانا عبدالعزیز لدھیانوی' مولانا محمد لدھیانوی' مولانا عبداللہ لدھیانوی' مولانا محمد اسماعیل لدھیانوی' اور مولانا غلام دستگیر قصوری رحمہم اللہ نے کی' مگر اکابر دارالعلوم کا کارنامہ اس سلسلے میں محیرالعقول ہے کہ وہ محض الہامی طور پر فتنے کے وجود سے پہلے ہی پیش بندی فرمارہے ہیں۔

جماعت دیوبند کے سیدالطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہ' کے بارے میں یہ معلوم کرکے حیرت ہوئی ہے کہ انہوں نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کو حجاز مقدس میں قیام نہ فرمانے دیا اور ایک بڑے فتنہ کی پیشگوئی فرماتے ہوئے انہیں ہندوستان آنے پر مجبور فرمایا۔ مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ کے علاوہ حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے دوسرے خلفاء حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہویؒ حضرت مولانا انواراللہ صاحب حیدرآبادیؒ حضرت مولانا محمد علی مونگیری قدس اسرارہم وغیرہ بھی اس فتنہ کی سرکوبی میں پوری طرح سرگرم ہیں۔ ان خلفاء گرامی قدر میں اگرچہ بعض حضرات کا کارنامہ تاریخی اعتبار سے کچھ بعد ہی میں سامنے آیا' لیکن اس کو حضرت حاجی صاحبؒ کی نسبت سے الگ نہیں کیا جاسکتا' پیر مہر علی صاحب گولڑویؒ کو تو حضرت حاجی صاحب نے بطور خاص اس فتنہ کی تردید کی طرف متوجہ فرماکر ہندوستان بھیجا تھا۔ اس لئے ان کی کتاب ''شمس الہدایہ'' غالباً رد قادیانیت پر سب سے پہلی کتاب ہے۔

حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہویؒ اور حضرت مولانا انواراللہ صاحب حیدرآبادی قدس سرہما بھی ابتداء ہی میں سامنے آگئے ہیں۔ حضرت محدث امروہویؒ نے تو مرزا کو مناظرہ ومباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔

اور حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کا کام زمانہ کے اعتبار سے مؤخر ہی لیکن وہ ایک طاقتور تحریک کی صورت میں سامنے آیا اور اس نے باطل کے اس سیلاب پر بند باندھنے کا کام انجام دیا۔

قبل از وقت تنبیہ میں اکابر دارالعلوم میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ' تنہا نہیں ہیں بلکہ اس سلسلہ میں دوسرا نام حجۃ الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ' کا ہے کہ انہوں نے اس فتنہ کی نقاب کشائی سے پہلے اس موضوع پر ''تحذیرالناس'' جیسی اہم مدلل اور قیمتی کتاب تصنیف فرمائی جو رد قادیانیت کے موضوع پر رہنما اور رہبر کا کام انجام دے رہی ہے' پھر ''مناظرۂ عجیبہ'' میں ان کا یہ فیصلہ بالکل الہامی زبان میں نقل ہوا ہے:

"انکارِ دین و ایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں' جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔" (مناظرہ عجیبہ ص ۱۰۳)

پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل ادعاء کے پہلے ہی سال ۱۳۰۱ھ میں جب مرزا نے اپنے الہامات کو وحی الٰہی کی حیثیت سے براہین احمدیہ میں شائع کیا تو علمائے لدھیانہ نے اس کی تکفیر کی۔

اس وقت تک حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کو اس کے دجل و فریب سے پوری واقفیت نہ تھی۔ اس لئے کچھ لوگوں نے جو مرزا سے حسن ظن رکھتے تھے' علمائے لدھیانہ کی مخالفت میں حضرت گنگوہیؒ سے فتویٰ منگالیا لیکن علمائے لدھیانہ اسی سال جمادی الاول ۱۳۰۱ھ میں جلسہ دستار بندی کے موقع پر دیوبند تشریف لائے اور مرزا قادیانی کے مسئلہ میں حضرت گنگوہیؒ اور دوسرے علمائے دیوبند سے بالمشافہ گفتگو فرمائی' گفتگو کے بعد دارالعلوم کے سب سے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہ نے جو تحریر مرتب فرمائی وہ یہ ہے:

"یہ شخص (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) میری دانست میں لامذہب معلوم ہوتا ہے' اس شخص نے اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا' معلوم نہیں اس کو کس روح سے اویسیت ہے مگر اس کے الہامات اولیائے اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت اور علاقہ نہیں رکھتے۔" (رئیس قادیان جلد ۲ صفحہ ۱۰)

اس کے بعد حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے بھی مرزا کے بارے میں وہ موقف اختیار فرمایا جو اس کے باطل عقائد کی رو سے ضروری تھا۔ کسی نے سوال کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات متعلق بہ وفات عیسیٰ علیہ السلام جو کچھ ہیں ظاہر ہے' پس اس مرزائی جماعت کا اپنی مساجد میں نہ آنے دینا اور ان کے ساتھ نماز میں شریک ہونے سے متنفر رکھنا کیسا ہے؟ تو جواب میں ارشاد فرمایا:

"مرزا قادیانی گمراہ ہے' اس کے مرید بھی گمراہ ہیں۔ اگر جماعت سے الگ ہیں اچھا ہے جیسا رافضی' خارجی کا الگ رہنا اچھا ہے۔ ان کی واہیات مت سنو' اگر ہو سکے اپنی جماعت سے خارج کرو' بحث کر کے ساکت کرنا اگر ہو سکے ضرور ہے ورنہ ہاتھ سے ان کو جواب دو اور ہرگز فوت ہونا عیسیٰ علیہ السلام کا آیات سے ثابت نہیں ہو سکتا ہے' اس کا جواب علمائے کرام نے دے دیا ہے' مگر گمراہ ہے' اپنے اغواء اور اضلال سے باز نہیں آتا' حیا اس کو نہیں کہ شرماوے۔"

اس کے بعد حضرت گنگوہی قدس سرہ نے مرزا کو مرتد' زندیق اور خارج از اسلام قرار دیا' اور چونکہ حضرت اقدس گنگوہیؒ ہی جماعت دیوبند کے سید الطائفہ تھے' اور ان کا فتویٰ گویا پوری جماعت کا اجماعی فیصلہ تھا۔ اس لئے مرزا حضرت اقدسؒ کے فتویٰ کی ضرب کاری کو زندگی کے آخری سانس تک نہ بھلا سکا' اور حضرت اقدسؒ کے بارے میں حسب عادت فحاشی پر اتر آیا۔

اس زمانہ میں حضرت مولانا محمد حسن صاحب امروہوی اور حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کی خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں کہ حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہوی نے زبان و قلم کی پوری طاقت اس کے خلاف وقف کر دی اور مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی نے مولانا غلام دستگیر قصوری کے استفتاء پر ۱۳۰۲ھ میں مرزا کو مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے کر علمائے حرمین سے اس کی تصدیق کرائی اور یہ فتویٰ مرزا کی بڑھتی ہوئی آندھی کی موثر کاٹ ثابت ہوا۔

اس کے بعد ۱۳۰۷ھ میں مولانا محمد حسین بٹالویؒ کے استفتاء کے جواب میں تمام علمائے ہندوستان نے مرزا کی تکفیر کی جس میں اکابر دیوبند میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے رقم فرمایا:

"مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تاویلات فاسدہ اور ہفوات باطلہ کی وجہ سے دجال' کذاب اور طریقہ اہل سنت و الجماعت سے خارج ہے۔"

حضرت شیخ الہند قدس سرہ نے تحریر فرمایا:

"جاہل یا گمراہ کے سوا ایسے عقائد کا معتقد کوئی نہیں ہو سکتا۔"

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ نے رقم فرمایا:

"قادیانی اور اس کے پیرو جو اعتقاد رکھتے ہیں وہ بلاشک الحاد اور شریعت کا ابطال ہے۔"

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے ارشاد فرمایا:

"ان عقائد کا مخترع ضال' مضل بلکہ دجاجلہ میں راس رئیس ہے۔"

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا:

”ایسے عقائد کا معتقد کتاب اللہ کی بنیادوں کو منہدم کرنے والا ہے۔“

اس کے بعد ۱۳۰۸ھ میں جب مرزا کی کتابیں ”فتح اسلام‘ توضیح مرام“ اور ”ازالہ اوہام“ شائع ہوئیں‘ جس میں وفات مسیح کا دعویٰ کر کے اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا گیا تھا تو علمائے ربانیین خم ٹھونک کر میدان میں آگئے اور سارا ہندوستان مرزا کی تردید کے غلغلوں سے گونجنے لگا۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا اسماعیل علی گڑھیؒ نے بھی کام شروع فرمایا‘ جگہ جگہ مناظروں میں مرزائیوں کو شکست فاش دی جانے لگی۔

شعبان ۱۳۳۱ھ میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب قدس سرہٗ نے ”البرہان“ نامی رسالہ شاہ جہاں پور سے جاری کیا۔ جو تقریباً دو سال تک تاریکیوں کی شب میں تنویر سحر کا کام انجام دیتا رہا۔

۱۳۲۷ھ میں نواب حامد علی خان والی ریاست رام پور کے زیر اہتمام عظیم الشان تاریخی مناظرہ ہوا‘ جس میں حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہویؒ اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے باطل شکن دلائل اور بیانات سے قادیانیت لرزہ براندام ہوگئی اور ۱۳۲۹ھ میں حضرت مولانا محمد علی مونگیری قدس سرہٗ کی زیر سرکردگی وہ تاریخی مناظرہ ہوا جس میں چالیس علماً کرام نے شرکت فرمائی جن میں حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ‘ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوریؒ‘ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ اور دوسرے اکابر دیوبند شریک ہوئے اور اس مناظرہ میں مرزائیوں کی شکست فاش نے ان کی کمر توڑ دی۔

پھر اس کے بعد ۱۳۳۱ھ میں مولانا محمد سہول صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند کے قلم سے ایک مفصل فتویٰ کی ترتیب عمل میں آئی۔ اس مفصل فتویٰ میں پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے افکار و عقائد کو اسی کی کتابوں سے نقل کیا گیا تھا‘ پھر لکھا گیا تھا:

”جس شخص کے ایسے عقائد و اقوال ہوں‘ اس کے خارج از اسلام ہونے میں کسی مسلمان کو خواہ جاہل ہو یا عالم تردد نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ متبعین درجہ بدرجہ مرتد‘ زندیق‘ ملحد‘ کافر اور فرقہ ضالہ میں یقیناً داخل ہیں۔“

اس فتویٰ پر حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت علامہ کشمیریؒ اور دوسرے مشاہیر علماً کے دستخط ہیں۔ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے اس فتویٰ پر دستخط کے ساتھ یہ الفاظ مزید قلم بند فرما کر اپنی مہر لگائی ہے:

”مرزا: علیہ ما یستحقہٗ کے عقائد و اقوال کا کفریہ ہونا ایسا بدیہی مضمون ہے کہ جس کا انکار کوئی منصف فہیم نہیں کرسکتا۔ جن کی تفصیل جواب میں موجود ہے۔“

بندہ محمود عفی عنہ

صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ انگریز کی ذریت (قادیانی ٹولہ) سے نہیں بلکہ براہ راست قادیانی نبوت کے خالق (انگریز بہادر) سے ٹکر لے رہے تھے‘ لیکن ذریت برطانیہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا اور اپنے نابغۂ روزگار تلامذہ (جن کی فہرست بڑی طویل ہے) کو اس جانب متوجہ فرمایا‘ جنھوں نے اس موضوع کو اپنی خدمت کا جولانگاہ بنایا۔ محدث کبیر علامہ انور شاہ کشمیریؒ‘ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ‘ فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ‘ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ‘ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ‘ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ‘ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ‘ شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ‘ حضرت مولانا عبدالسمیع انصاریؒ‘ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ‘ حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری اور حضرت مولانا محمد عالم آسی امرتسری قدس اللہ اسرارہم نے تحریر و تقریر کے ذریعہ حریم ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دیا‘ لیکن ان اکابر کی خدمات کی فہرست میں حجۃ اللہ فی الارض حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری قدس سرہما کا کارنامہ سب سے زیادہ نمایاں اور ممتاز ہے۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اگرچہ مسائل فقہیہ میں حضرت شیخ الہندؒ کے مسلک پر نہ تھے مگر ختم نبوت کے لئے آپ کے ارشاد پر جان چھڑکتے تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے آپ کے ذریعہ پورے حلقۂ اہلحدیث میں مرزائیت کے خلاف بیداری پیدا کر دی اور مولانا امرتسریؒ نے مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ اور مولانا داؤد غزنویؒ کو بھی اس پلیٹ فارم پر لا کھڑا کیا‘ ادھر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے علم و قلم اور تلامذہ کی پوری طاقت اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے وقف کر دی اور رد قادیانیت کی تقریب سے اصول دین اور اصول تکفیر کی وضاحت پر ایسا قیمتی سرمایہ تیار فرمایا کہ قیامت تک اس طرح کے فتنوں کی سرکوبی کے لئے امت اس سے روشنی حاصل کرتی رہے گی۔ حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں حکیم الاسلام

حضرت مولانا قاری محمد طیب‘‘ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ‘ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ‘ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ‘ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ‘ حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ‘ حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ‘ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ‘ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ‘ حضرت مولانا چراغ محمد گوجرانوالہؒ‘ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ‘ حضرت مولانا ابوالوفاء شاہجہانپوریؒ‘ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ‘ حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ‘ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ‘ حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ‘ حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی اور دوسرے جلیل القدر علمائے کرام نے اس فتنہ کا بھرپور تعاقب کیا۔ ہندوستان کے طول و عرض میں قریہ قریہ گھوم کر حق کی وضاحت کی اور اس موضوع کے ہر پہلو پر اتنا لٹریچر تیار کر دیا کہ اس کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں ہے۔ جزاہم اللہ عنا وعن سائر المسلمین۔

تقسیم ہند کے بعد اس فتنہ نے سرزمین پاکستان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا تو وہاں بھی علمائے دیوبند اور متوسلین دیوبند نے تمام طاقتیں اس حریم مقدس کی حفاظت کے لئے وقف فرمادیں۔ تاآنکہ قادیانیت تاریخ انسانیت میں ایک بہتان اور افتراء بن کر رہ گئی اور یہ کام خدا کے فضل و کرم سے تکمیل تک پہنچ گیا۔

مجاہدین قوم! علمائے کرام کی جدوجہد سے قادیانیوں کو مرتد اور غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد اب قادیانیوں نے ایسے مقامات کو منتخب کیا ہے۔ جہاں انہیں اس سلسلہ میں سیاسی طور پر فرصت مہیا ہوسکتی ہے۔ چنانچہ اب ہندوستان میں بھی ان کی سرگرمیوں میں تیزی آگئی ہے‘ جگہ جگہ مراکز قائم ہو رہے ہیں‘ کانفرنسیں منعقد کی جارہی ہیں اور اس فتنہ نے ازسرنو مختلف انداز پر کام شروع کر دیا ہے۔ تغلق آباد دہلی میں مرزائیوں نے ایک وسیع و عریض جگہ خرید کر وہاں اپنا مرکز قائم کرلیا ہے۔ خرید کردہ زمین کا احاطہ بنالیا گیا ہے اور عارضی طور پر ایک مسجد ضرار (بیت الشیاطین) کی بنیاد ڈال کر ’’اسلامی احمدی تبلیغ مشن‘‘ کا بورڈ لگادیا گیا ہے۔ بمبئی و کلکتہ میں ان کے مراکز پہلے سے قائم ہیں جن کی تجدید کر کے طاقتور بنایا جارہا ہے۔ میرٹھ میں بھی ایک دفتر قائم کرلیا ہے اور وہاں مرزائیوں کی ایک کانفرنس بھی منعقد ہوچکی ہے۔ اسی طرح چند ماہ قبل لکھنؤ میں بھی کانفرنس کرچکے ہیں‘ ہاتھرس ضلع علیگڑھ میں بھی مشن قائم کرلیا گیا ہے جس سے غرباء میں مفت دوائیں بھی تقسیم ہورہی ہیں اور طلبہ کو تعلیمی وظائف بھی دیئے جارہے ہیں اور وہاں العیاذ باللہ متعدد خاندان قادیانیت کو قبول بھی کرچکے ہیں۔ اسی طرح فتح پور کانپور میں بھی مرزائیوں کی جدوجہد تیز ہوئی ہے اور کئی گھرانے قادیانیت کی لپیٹ میں آگئے ہیں۔ حیدرآباد و مالابار میں بھی مرزائیوں کی تنظیم جدید ہورہی ہے۔ مرزائیوں کا شعبہ نشرواشاعت بھی زندہ کیا گیا ہے اور ۱۹۸۲ء سے اب تک ان کی کئی نئی اور پرانی کتابیں طبع ہوکر سامنے آئی ہیں اور بہت سارے لٹریچر تیار کئے گئے ہیں۔ اخبار بدر قادیان میں ازسرنو روح ڈالی جارہی ہے۔ مرزائیوں نے اپنے کفر کی اشاعت کرنے کے لئے مبلغین کی تربیت کا کام بھی شروع کردیا ہے‘ اور اس کے لئے آگرہ میں ’’سادھن‘‘ کے نام سے سینٹر کا قیام عمل میں آگیا ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے فرزانوں اور ہندوستان کے علما کو اس موضوع پر غور و فکر کرنے کی دعوت دی جائے۔

اجلاس منعقد کرنا اگرچہ دارالعلوم کے بنیادی مقاصد میں نہیں ہے‘ لیکن جب ضرورت سامنے آئے اور حالات کا تقاضا ہو تو پھر اجلاس بلانا‘ اہل مشورہ اور ارباب تعلق کو زحمت اجتماع دینا ضروری ہوجاتا ہے۔ چنانچہ مجلس شوریٰ منعقدہ ۱۹ تا ۲۱ شعبان ۱۴۰۲ھ نے فیصلہ کیا ہے کہ اس وقت سرزمین ہند پر قادیانیت کا عفریت پھر پنجہ گاڑنے کی تدبیریں کررہا ہے‘ تو فوراً اس کا محاسبہ کیا جانا چاہئے اور اہل علم کو جمع کرکے اس کے تازہ پیرہن کو تار تار کرنے کی جدوجہد کو تیز تر کردینا چاہئے۔

علماء والا مقام! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے اسلاف امجاد نے اس موضوع کو پوری طرح مکمل فرمادیا ہے‘ لیکن عرصہ دراز سے ہندوستان میں چونکہ قادیانیت کی آواز مدہم پڑ گئی تھی۔ اس کی تردید کی جانب بھی کوئی توجہ نہیں تھی اور اکابر مرحومین کی تمام ہی کتابیں نایاب ہوگئی تھیں‘ اس موقع پر دارالعلوم دیوبند کی جانب سے چند کتابیں بھی شائع کی جارہی ہیں اور ارادہ ہے کہ تازہ دم فضلاء کو اس فتنہ کی اہمیت سے آگاہ کرکے انہیں اس کی تردید کے لئے میدان میں اتار دیا جائے۔

اور اس کے ساتھ ہی صحیح افکار و عقائد کی نشرواشاعت کے لئے بھی تابمقدور اپنی مساعی کو تیز تر کردیا جائے‘ چونکہ یہ حقیقت اپنی جگہ ثابت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد انسانیت کی نجات کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسانیت کا قافلہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ صراط مستقیم پر گامزن ہوجائے۔

☆☆..........☆☆

ملّت کا مرض

مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی

ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو خطاب کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایک زمانہ وہ ہوگا کہ قومیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح بھوکے پیالہ پر ٹوٹ پڑتے ہیں' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! کیا اس وقت ہماری تعداد بہت کم رہ جائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری تعداد بہت ہوگی' لیکن تم سمندر کے جھاگ کی طرح ہو جاؤ گے' اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول کمزوری کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حب الدنیا و کراهية الموت" (دنیا کی محبت اور موت سے نفرت)۔ (ابوداؤد)

آج دنیا کی آبادی کا ہر پانچواں فرد مسلمان کہلاتا ہے' مسلمانوں کی تعداد ایک ارب سے بھی تجاوز کر گئی ہے' ساٹھ کے قریب ملک مسلمانوں کے کہے جاتے ہیں' لیکن صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کتنی سچی ہے' ان کی حیثیت سمندر کے جھاگ کی طرح ہے' جس کی کوئی حقیقت نہیں' پانی کی ایک لہر اس کو بہالے جانے کے لئے کافی ہے' آج مسلمانوں کی صورتحال اس سے قطعاً مختلف نہیں' اس کے مختلف اسباب تلاش کئے جاتے ہیں' کوئی آپس کے افتراق و انتشار کو اس کا سبب قرار دیتا ہے' کوئی ظاہری اسباب و وسائل کی کمی کو اس کی وجہ گردانتا ہے' کسی نے سائنس و ٹیکنالوجی کو بنیاد بنا رکھا ہے' کوئی معاشی بدحالی کو اس کی وجہ بتاتا ہے' اپنی بات پیش کرنے کے لئے مضامین بھی لکھے جارہے ہیں' کتابیں بھی شائع ہو رہی ہیں اور اس کے دلائل بھی دیئے جارہے ہیں' بلاشبہ یہ سب چیزیں بھی اپنی اپنی جگہ اہمیت رکھتی ہیں اور کسی درجہ میں ان کی طرف توجہ بھی ضروری ہے' لیکن ان ہی چیزوں کو بنیاد سمجھ لینا اور ساری توجہ ان ہی پر صرف کر دینا حقیقت سے ناواقفیت اور بنیادی ضرورت سے صرف نظر کرنے کے مترادف ہے' اس کی مثال ایسی ہے کہ بخار اتارنے کی دوائیں دی جاتی رہیں' لیکن اصل مرض کی تشخیص نہ ہو سکے نہ اس کا علاج کیا جائے' بلاشبہ تیز دواؤں سے بخار اتر سکتا ہے اور ٹمپریچر ڈاؤن ہو سکتا ہے' لیکن اصل مرض اگر موجود ہے تو اس کا کوئی بھروسہ نہیں کہ بخار دوبارہ آ جائے اور زیادہ خطرناک ثابت ہو۔

انسانیت کے سب سے بڑے نبض شناس اور صاحب اعجاز حکیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا حدیث میں ملت کے جن امراض کی تشخیص فرمائی ہے ان میں ایک مرض دنیا کی محبت ہے اور دوسرے موت سے نفرت۔

آج ہم اپنے اندر جھانک کر دیکھتے ہیں' عمومی حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہی دو بنیادی اسباب ہمارے تنزل کے نظر آتے ہیں' دنیا کی محبت جس میں حب مال بھی ہے اور حب جاہ بھی اور دوسرے موت سے نفرت اور زیادہ دیر تک متاع دنیا سے لطف اندوز ہونے کی ہوس' یہ دو بیماریاں ہیں جو ہم کو گھن کی طرح لگ گئی ہیں اور دیمک کی طرح ہم کو چاٹتی چلی جارہی ہیں اور جس طرح ایک مضبوط اور تناور درخت کھڑا ہوا نظر آتا ہے' لیکن اندر سے اس کو دیمک کھا چکی ہوتی ہے' اس کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا کہ اب گرا تب گرا' یہی حال ہمارا اور ہماری ملت کا ہے' یہ دونوں مرض روگ کی طرح ہم کو لگ گئے ہیں' ہم میں ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جن کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کہاں ان کی بولی لگ جائے' کس جگہ وہ ضمیر کا سودا کر لیں' یہ مال کی حد سے بڑھی ہوئی محبت' عیش و عشرت میں ڈوبی ہوئی زندگی' ہر طرح کی قربانی سے گریز اور زندگی کی ہوس' ناکامی کی طرف لے جانے والی وہ خصلتیں ہیں کہ جن کے بعد قوموں کا زندہ رہنا مشکل ہو جاتا ہے' قومیں قربانی سے جیتی ہیں' جب تک جان و مال کی وہ محبت دل سے نہ نکل جائے' جس نے افراد و جماعت کو جکڑ رکھا ہے اس وقت تک ترقی ممکن نہیں' اسلام رہبانیت کی تعلیم نہیں دیتا' دنیا کو اللہ نے آخرت کی کھیتی بنایا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا: "قل متاع الدنیا

قبلہ" دنیا کا یہ مال ومتاع کم ہے اور بے حیثیت ہے اس کو اسی اپنے حدود تک ہی رہنا چاہئے۔

آپ پوری امت کی تاریخ دیکھ جایئے امت کے ادبار و ہلاکت کے پس پردہ آپ کو یہی دونوں چیزیں نظر آئیں گی سلطنت عباسیہ کا زوال کیوں ہوا؟ اندلس "اسپین" کیوں بن گیا؟ خلافت عثمانیہ کے سقوط کے اسباب کیا تھے؟ ان سب کے پیچھے آپ کو یہی حقیقت کارفرما نظر آئے گی اندلس کے مسلمانوں کی عیش پسندی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ بعض بعض مرتبہ عید کے دن اس شاہانہ انداز سے جلوس عیدگاہ کی طرف چلا کہ وہاں پہنچتے پہنچتے عصر کا وقت ہوگیا اور ساری نمازیں قضا کردی گئیں، یہ وہ تاریخی حقائق ہیں جن کو جھٹلایا نہیں جاسکتا لوگ دو دو چار کی طرح اسباب تلاش کرتے ہیں، لیکن عام طور پر یہ حقیقتیں نگاہوں سے اوجھل ہوجاتی ہیں آج دنیا کے مختلف مسلمان ملکوں کا کیا حال ہے؟ عربوں نے فرنگی تہذیب و معاشرت کو کس حد تک اختیار کرلیا ہے آج سے نصف صدی قبل حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے دل پر پتھر رکھ کر ایک مکتوب میں یہ الفاظ لکھے تھے:

"عالم اسلام کا قبلہ مکہ معظمہ اور بیت اللہ ہے لیکن مرکز اسلام کا قبلہ سردست امریکہ ہے۔"

پھر سعودی عرب کا کیا رونا رویا جائے، دوسرے ممالک کا حال اس سے بدتر ہے، بعض بعض حکمرانوں نے دنیا کی عیش و عشرت کے آگے پورے پورے ملک کو داؤ پر لگا رکھا ہے پھر چھوٹے چھوٹے پیمانوں پر خود ہم اپنا جائزہ لیں، ساری آزمائشوں اور مصیبتوں کے باوجود کیا ہماری زندگی میں کوئی تبدیلی ہوئی؟ افراد سے معاشرہ وجود میں آتا ہے اگر ہم خود اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں گے تو معاشرہ بدلے گا اور پھر ملکوں کے نظام میں بھی بہتر تبدیلی کی توقع کی جاسکتی ہے۔

☆☆......☆☆

مشرق بھی فانی ہے اور مغرب بھی فانی

ابدی و ازلی ذات صرف اللہ رب العالمین کی ہے

اسلام خود اپنی ایک دنیا ہے، جس میں مشرق و مغرب، عرب و عجم، قریب و بعید اور قدیم و جدید کی کوئی تقسیم نہیں، مشرق و مغرب کی سرحدیں اور عرب و عجم کے امتیازات بھی صفات الٰہی کی طرح ازلی و ابدی نہ تھے جو کوئی تغیر قبول نہ کرسکیں، خدا کا بے لاگ قانون فطرت ایک کو دوسرے پر اثر انداز اور غالب کرتا رہا ہے، اور کرتا رہے گا، خدا کے آسمانی پیغام اور دین انسانیت کا انحصار کسی ملک اور تہذیب پر نہیں ہے، اسلام مشرق کے واسطہ اور عرب کی احتیاج کے بغیر بھی اپنی رحمت کا سایہ مغرب پر ڈال سکتا ہے، دین حق کی منزل کے لئے ایک راستہ نہیں، صرف طلب صادق اور عزم راسخ کی ضرورت ہے، اگر آج مشرق کی وہ آسودگی اور عرب کی وہ سادگی خواب وخیال ہوگئی ہے تو کوئی غم کی بات نہیں کہ اس آسودگی اور سادگی، اس سکینت و اطمینان اور اس یقین و ایمان کا منبع اور مرکز موجود اور محفوظ ہے، مشرق بھی فانی ہے اور مغرب بھی فانی، مشرق کا سکون و اطمینان بھی فانی اور مغرب کا اضطراب و بے اطمینانی بھی فانی...... یہاں جو کچھ ہے زمانی اور مکانی عارضی اور فانی، ابدی صرف ایک ذات ہے، اس کے فیض کا چشمہ ہر زمانہ میں جاری اور اس کی ہدایت کا سلسلہ ہمیشہ باقی ہے، اس نے انسانوں کی ہدایت کے لئے جو کتاب بھیجی تھی اور انسانیت کے لئے نمونہ بننے کے لئے جس ذات (روحی فداہ) اور جس زندگی کو انتخاب کیا تھا، ان کی رہنمائی اب بھی موجود ہے، سچی پیاس رکھنے والوں کے لئے خواہ وہ مشرق کے ہوں یا مغرب کے، عرب کے ہوں یا عجم کے، چین کے ہوں یا ہندوستان کے اب بھی یہی صدائے غیب آرہی ہے:

ہنوز آں ابر رحمت درفشان است
خم و خمخانہ با مہر نشان است

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

(ماخوذ: پیش لفظ "طوفان سے ساحل تک")

قومی سوچ اپنائیے
پاکستانی مصنوعات کو فروغ دیجیے
مشروبِ مشرق
رُوح افزا
سے ٹھنڈک، فرحت اور تازگی پائیے
معیار ہر قیمت پر
مشروبِ مشرق رُوح افزا اپنی بے مثل تاثیر، ذائقے اور ٹھنڈک و فرحت بخش خصوصیات کی بدولت کروڑوں شائقین کا پسندیدہ مشروب ہے۔
راحتِ جاں رُوح افزا مشروبِ مشرق
www.hamdard.com.pk
Adarts-HRA-4/2003

ارشاداتِ طیبہ

امۃ اللہ تسنیم

"خذالعفو وأمر بالمعروف واعرض عن الجاهلين."
(سورۂ اعراف ع:۲۴)
ترجمہ: "معافی اختیار کرو اور نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔"

"فاصفح الصفح الجميل."
(حجر: ع:۲)
ترجمہ: "سو تم خوبی کے ساتھ درگزر کرو۔"

"والعفوا وليصفحوا الا تحبون ان يغفر الله لكم."
(سورۂ نور ع:۳)
ترجمہ: "اور چاہیے کہ معاف کرو اور درگزر کرو، کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کردے۔"

"والعافين عن الناس والله يحب المحسنين."
(آل عمران ع:۱۴)
ترجمہ: "اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اللہ ایسے نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے۔"

"ولمن صبر وغفر ان ذلك لمن عزم الامور."
(شوریٰ ع:۴)
ترجمہ: "اور جو شخص صبر کرے اور معاف کردے البتہ یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔"

کسی کو حضورؐ نے نہیں مارا اور نہ اپنے لئے بدلہ لیا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، نہ کسی عورت کو اور نہ غلام کو سوائے اس کے کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کریں اور آپ کو کبھی کسی سے تکلیف پہنچتی تو تکلیف پہنچانے والے سے بدلہ نہ لیتے مگر ہاں! جب اللہ کی حرمتوں میں کوئی بے حرمتی کرتا تو آپ اللہ کے لئے بدلہ لیتے۔
(مسلم)

حلم و عالی ظرفی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہا تھا، آپ موٹے کنارے کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ ایک دیہاتی آپ سے ملا اور چادر پکڑ کر آپ کو بڑے زور سے کھینچا، میں نے دیکھا کہ آپ کے کاندھے پر چادر کے کھینچنے سے نشان پڑ گئے تھے، بولا اے محمدؐ! مجھے اس مال سے دیجئے جو آپ کو اللہ نے دیا ہے۔ آپؐ نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرائے، پھر اس کو دینے کا حکم دیا۔ (بخاری، مسلم)

پیغمبروں کا عمل:

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نبی کی حکایت بیان فرمارہے تھے۔ حضورؐ کے بیان کرنے کا منظر اس وقت بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے، ان پر اللہ کا درود اور سلام ہو، فرمایا: ان کی قوم ان کو اس قدر مارتی تھی کہ خون آلودہ کردیتی تھی اور وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ اے اللہ! ان کو بخش دے یہ جانتے نہیں۔
(بخاری، مسلم)

پہلوان کون ہے؟

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے، پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔ (بخاری، مسلم)

برائی کرنے والوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے قرابت دار ہیں' میں ان سے رشتہ جوڑتا ہوں' وہ کاٹتے ہیں' ان کے ساتھ بھلائی کرتا ہوں' وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں' میں بردباری کرتا ہوں' وہ مجھ پر سختی کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: جو کچھ تم کہتے ہو' اگر یہ صحیح ہے تو تم ان کے منہ میں خاک ڈالتے ہو' جب تک تمہارا یہ رویہ رہے گا' اللہ کی مدد تمہارے ساتھ رہے گی۔ (مسلم)

دین کی بے حرمتی اور خلاف شرع کام پر غضب اور جلال' نہایت طویل امامت پر حضورﷺ کی ناراضگی:

حضرت ابومسعودؓ بدری سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں فلاں آدمی کی وجہ سے صبح کی نماز میں پیچھے رہ جاتا ہوں' اس لئے کہ وہ نماز کو بہت طول دیتے ہیں' میں نے اس دن سے زیادہ آپ کو نصیحت میں غصہ کرتے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم وحشت پیدا کرنے والے ہو' خبردار! جب تم میں سے کوئی لوگوں کی امامت کرے تو نماز مختصر کردے اور اپنے پیچھے والوں کو دیکھے کہ ان میں بوڑھے بھی ہیں' بچے بھی ہیں اور حاجت مند بھی۔ (بخاری' مسلم)

خلاف شرع امر پر ناراضگی اور ملامت:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے تشریف لائے' میں نے چبوترے پر ایک باریک پردہ چھوڑ رکھا تھا' جس پر تصویریں تھیں۔ آپ نے جب اس کو دیکھا تو پھاڑ ڈالا اور آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا تھا' فرمایا: اے عائشہؓ! اللہ کا عذاب قیامت کے دن لوگوں پر سخت ہوگا' جو اللہ کی صفت خلق میں مشابہت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

چوری کی سزا کے بارے میں سفارش پر ناراضگی:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قبیلۂ مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی' قریش کو اس کی بڑی فکر ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سفارش کرسکتا ہے؟ لوگوں نے کہا سوائے اسامہؓ کے کوئی جرأت نہیں کرسکتا' اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔ حضرت اسامہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی۔ آپ نے فرمایا کہ تم اللہ کی حدوں میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا: پچھلی امتوں کو اسی بات نے ہلاک کیا' جب کوئی شریف چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر رذیل کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ خدا کی قسم اگر محمدﷺ کی بیٹی فاطمہؓ چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔ (بخاری ومسلم)

مسجد میں گندگی پر ناراضگی:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کے سامنے تھوک کو دیکھا' آپ پر بہت گراں گزرا' اور آپ کے چہرۂ مبارک تک سے ظاہر ہوگیا' پھر آپ کھڑے ہوگئے اور دست مبارک سے اس کو کھرچا اور فرمایا جو کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے۔ اس کا پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے' تو قبلہ کے سامنے نہ تھوکنا چاہئے۔ بائیں طرف یا پاؤں کے پیچھے تھوکے' پھر آپ نے اپنی چادر کا ایک کونہ لے کر اس میں تھوکا اور اس کو کونہ سے دبا کر فرمایا یا اس طرح کرے۔ (بخاری ومسلم)

منصف حاکم پر خدا کا سایہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات آدمی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اپنا سایہ کرے گا' جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کسی کا سایہ نہ ہوگا:

۱:...... منصف حاکم۔

۲:...... جوان صالح جس نے اللہ کی عبادت ہی میں نشوونما پائی۔

۳:...... ایسا آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا ہے۔

۴:...... وہ آدمی جو آپس میں اللہ کے لئے محبت کریں' ملیں تو اللہ کی رضا کے لئے اور جدا ہوں تو اسی کی خوشی کے لئے۔

۵:...... وہ آدمی کہ جس کو کوئی اعزاز اور حسن والی عورت بلائے اور وہ کہے کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔

۶:...... ایسا آدمی جو صدقہ اس قدر چھپا کے دے کہ سیدھے ہاتھ کے خرچ کی بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔

۷:...... ایک وہ آدمی کہ جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجائیں۔ (بخاری ومسلم)

☆☆......☆☆

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 150روپے	مقدمہ قادیانی مذہب پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 75روپے	خاتم النبیین علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ قیمت: 75روپے	رئیس قادیان مولانا محمد رفیق دلاوریؒ قیمت: 100روپے	آئینہ قادیانیت مولانا اللہ وسایا قیمت: 50
تحفۂ قادیانیت (جلد اول) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد سوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد چہارم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد پنجم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150
احتساب قادیانیت (جلد اول) مولانا لال حسین اخترؒ قیمت: 100روپے	احتساب قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد سوم) مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد چہارم) علامہ کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد پنجم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125روپے
احتساب قادیانیت (جلد ششم) قاضی سلیمان منصور پوریؒ، پروفیسر یوسف سلیم چشتی قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہفتم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہشتم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد نہم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد دہم) مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ قیمت: 125روپے
قومی تاریخی دستاویز مولانا اللہ وسایا قیمت: 100روپے	قادیانی شبہات کے جوابات مولانا اللہ وسایا قیمت: 60روپے	رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام مولانا عبد اللطیف مسعودؒ قیمت: 100روپے	سوانح مولانا تاج محمودؒ صاحبزادہ طارق محمود قیمت: 100روپے	اٹھارہ اہم پیشگوئیاں مولانا محمد اقبال رنگونی قیمت: 20روپے

نوٹ: تحفۂ قادیانیت مکمل سیٹ 600روپے احتساب قادیانیت مکمل سیٹ 1,000

ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

پتہ: ناظم دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون 514122

لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

زیر سرپرستی
مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم
مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت اقدس شاہ **نفیس الحسینی** دامت برکاتہم

بمقام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

سالانہ

ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

بتاریخ ۷ شعبان تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۴ھ بمطابق 4 اکتوبر تا 24 اکتوبر 2003ء

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنیوالوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں۔ جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

درخواستوں کیلئے پتہ: **شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان**
فون چناب نگر: 04524/212611
ملتان: 514122

REGD. NO. SS-160

۲۲ ویں

سالانہ دو روزہ عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

2، 3 اکتوبر 2003ء ۵، ۶ شعبان ۱۴۲۴ھ

بروز جمعرات، جمعۃ المبارک

بمقام: مسلم کالونی چناب نگر

زیر صدارت:
مخدوم المشائخ
حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
پاکستان

علماء، مشائخ، سیاسی
قائدین، دانشور اور وکلاء
خطاب فرمائیں گے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، ملتان

فون	ملتان	کراچی	لاہور	اسلام آباد	راولپنڈی	سرگودھا	گوجرانوالہ	فیصل آباد	چناب نگر	کوئٹہ	ٹنڈو آدم
نمبر:	514122	7780337	5862404	829186	5551675	710474	215663	633522	212611	841995	71613